عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۵ | ۱۹تا۲۶/ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۶تا۲۳/ جون ۲۰۰۶ء | شمارہ: ۲۳

اخلاص اور اس کی برکات

عالمی دہشت گردی

قرآن اور بائبل کا موقف

قدیم نظامِ تعلیم کی خصوصیات

فیشن کی دنیا اور مادہ پرست عورتیں

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http//WWW.khatme-nubuwwat.org
http://WWW.khatme-nubuwwat.com

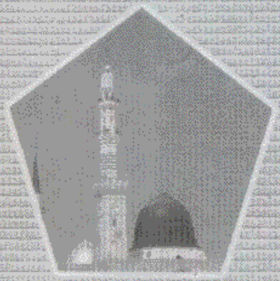
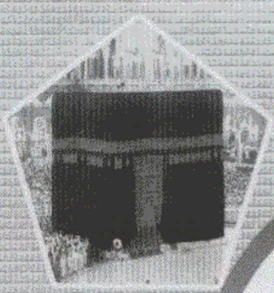

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

آپ کے مسائل

کیا شوہر کو بندہ کہنا شرک ہے؟

س:...... بعض مقامات میں ''شوہر'' کو بندہ کہا جاتا ہے' مثلاً کہتے ہیں: شاہد' راحیلہ کا بندہ ہے' اسی طرح کسی عورت سے پوچھا جائے اس کے شوہر کے متعلق کہ یہ کون ہے وہ کہتی ہے یہ میرا بندہ ہے۔ محترم واضح فرمائیں کسی انسان کو عورت کا بندہ کہنا درست ہے' جبکہ کل انسان خدا تعالیٰ کے بندے ہیں اور اسی کی بندگی کرتے ہیں اور اگر بندہ کی نسبت عورت کی طرف کی جائے تو اس میں شرک کا احتمال تو واقع نہیں ہوتا' جس طرح علماء دین ان ناموں کے رکھنے سے منع فرماتے ہیں: عبدالرسول' عبدالنبی' عبدالحسن' پیراں دتہ' وغیرہ کہ یہ شرکیہ نام ہیں۔

ج:...... اس محاورہ میں ''بندہ'' سے مراد شوہر ہوتا ہے' اس لئے یہ شرک نہیں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں یا بشر؟

س:...... کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان اس بارہ میں کہ زید کہتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عام انسانوں کی طرح لفظ بشریت سے پکارا جائے' عمرو کہتا ہے کہ یہ غلط ہے بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ حضور میں درجہ بشریت میں بھی اور نورانیت میں بھی ہیں' آیا ان دونوں میں کون حق پر ہے؟

ج:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نوع کے لحاظ سے بشر ہیں اور قرآن کریم کے الفاظ ہیں: ''بشر مثلکم'' ہیں۔ ہادی راہ ہونے کی حیثیت سے نور اور سراپا نور ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسان ہیں اور بشر انسان ہی کو کہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا بھی قائل ہے تو اس کا موقف بھی صحیح ہے اور اگر بشریت اور نورانیت میں تضاد سمجھتا ہے تو اس کا موقف غلط ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کامل ہیں اور صفت ہدایت کے اعتبار سے نور کامل ہیں۔

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

س:...... مسئلہ حیات النبی کے سلسلہ میں مولانا اللہ یار خاں کی کتاب ''حیات انبیاء'' پڑھی اور اس کے بعد یہ مسئلہ صراحتاً شیخ القرآنؒ نے اپنی تفسیر جواہر القرآن میں بیان فرمایا ہے' لیکن مولانا اللہ یار خان نے حیات کی کیفیت روح کا جسم اطہر یعنی بدن عنصری کے ساتھ منوانے کے لئے دلائل دیئے ہیں' حالانکہ شیخ القرآن نے جسم مثالی کو تسلیم کروایا ہے' براہ کرم اس کی وضاحت فرمادیں اور بتائیں کہ یہ مسئلہ ایمانیات سے ہے؟

ج:...... میرا اور میرے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ مطہرہ میں حیات جسمانی کے ساتھ حیات ہیں' یہ حیات برزخی ہے مگر حیات دنیوی سے بھی قوی تر ہے' جو حضرات اس مسئلہ کے منکر ہیں' میں ان کو اہل حق میں سے نہیں سمجھتا' نہ وہ علمائے دیوبند کے مسلک پر ہیں۔

کیا ''خدا تعالیٰ فرماتے ہیں'' کہنا جائز ہے؟

س:...... ایک پیر صاحب کے سامنے ذکر ہوا کہ: ''خدا تعالیٰ فرماتے ہیں'' تو وہ بہت غصہ میں آگئے اور کہنے لگے کہ یوں کہنا چاہئے: ''خدا تعالیٰ فرماتا ہے'' کیونکہ وہ وحدہٗ لاشریک ذات ہے' اور ''فرماتے ہیں'' ہم نے تعظیماً کہا تھا اور ہم کو معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں؟

ج:...... تعظیم کیلئے ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں'' کہنا جائز ہے' قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے جمع کے صیغے استعمال فرمائے ہیں۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد:۲۵ شمارہ:۲۳ ۱۹تا۲۶/ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۶تا۲۳/ جون ۲۰۰۶ء

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اکرم طوفانی
مدیر: مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خان

مجلس ادارت

- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- علامہ احمد میاں حمادی
- صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
- صاحبزادہ طارق محمود
- مولانا بشیر احمد
- مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
- مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان
قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ

اس شمارے میں

اسلام کا خاتمہ......قادیانیوں کا اصل مقصد	(اداریہ)	۴
عالمی دہشت گردی......قرآن و بائبل کا موقف	ڈاکٹر عبدالخالق	۵
قدیم نظام تعلیم کی خصوصیات	مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	۱۰
ملفوظات شیخ دارانیؒ	ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی	۱۲
اخلاص اور اس کی برکات	مولانا عبداللہ حسنی ندوی	۱۴
فیشن کی دنیا اور مادہ پرست عورتیں	مولانا محفوظ الرحمٰن فاروقی	۱۷
مسلمان کی زندگی صبر و شکر کے درمیان ہے	مولانا سیّد محمد رابع حسنی ندوی	۲۰
پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی	سلمان نسیم ندوی	۲۳
'محمد رسول اللہ' کا قادیانی تصور	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ	۲۵

زرتعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زرتعاون اندرونِ ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام کا خاتمہ............قادیانیوں کا اصل مقصد

ظلم وناانصافی میں ہر قادیانی اپنے مذہبی پیشوا مرزا غلام احمد سے بھی دو ہاتھ آگے ہے۔مسلمانوں کی حق تلفی' ان کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا' انہیں بدنام کرنے کے لئے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرنا' ہر مقام پر انہیں نیچا دکھانے کی کوشش کرنا' اسلام اور مسلمانوں کو پنپنے نہ دینا' مسلمانوں کی مخبری کرنا' اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑانا' یہ قادیانیوں کے ان چند گناہوں میں سے ایک ہے' جن کا ارتکاب ہر قادیانی اپنا مذہبی فریضہ سمجھ کر کرتا ہے۔دنیا بھر میں اس وقت اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی جو مذموم مہم چل رہی ہے' اس میں کہیں نہ کہیں قادیانی عنصر بھی موجود ہوتا ہے جو اپنے آقاؤں کو اپنی وفاداری کا یقین دلانے کے لئے چوری چھپے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہمہ وقت مصروف عمل رہتا ہے۔مسلمانوں کو نقصان پہنچانا قادیانیوں کے نزدیک کتنا اہم ہے؟ اس کا ایک عام مسلمان اندازہ نہیں کر سکتا لیکن برسوں قادیانیت سے منسلک رہنے والے سابقہ قادیانی جب اس راز سے پردہ اٹھاتے ہیں تب معلوم ہوتا ہے کہ قادیانیوں کا اصل مشن مذہبی اور دنیوی ہر حیثیت سے مسلمانوں کو ختم کر دینا ہے تاکہ دنیا میں اسلام کا نام لینے والا کوئی شخص باقی نہ رہے اور قادیانی اپنے باطل عقائد ونظریات کو اسلام کا نام دے کر دنیا کو گمراہ کر سکیں۔ پوری دنیا میں قادیانی ان سطور میں ذکر کئے گئے انداز جارحیت پر عمل پیرا ہیں۔گو ان کا طریقہ کار اتنا خفیہ ہے کہ عام مسلمان اسے صحیح طور پر سمجھ نہیں پاتا لیکن وہ بہر حال انہی خطوط پر کام کر رہے ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ قادیانیوں کی ان سرگرمیوں کو درست طور پر سمجھ کر ان کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی جائے جس کے لئے ہر مسلمان کو ہمہ وقت تیار رہنا چاہئے۔دین اسلام میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے ضروری ہے کہ ہم اس اہم عقیدے کے بارے میں ضروری معلومات سے خود بھی آگاہ ہوں اور اپنے اہل خانہ اور احباب ومتعلقین کو بھی اس سے آگاہ کریں۔نیز قادیانی عقائد ونظریات سے واقفیت اور ان میں پائی جانے والی کجی کا علم ہر مسلمان کو ہونا چاہئے تاکہ خدانخواستہ اگر کوئی قادیانی کسی مسلمان کو دھوکا دہی کے ذریعہ اپنے باطل مذہب کی تبلیغ کرنا چاہے تو وہ مسلمان بروقت ہوشیار ہو کر خود بھی اس قادیانی کے شر سے بچ سکے اور اپنے احباب ومتعلقین کو بھی اس کے فتنے سے بچا سکے۔اس کے ساتھ ساتھ عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ اور ردّ قادیانیت کے لئے کام کرنے والی دینی جماعتوں کے ساتھ حتی المقدور تعاون کرنا بھی ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے' جس سے عہدہ برا ہونے کے لئے اسے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔امید ہے کہ تمام مسلمان اس اہم دینی فریضہ سے غفلت نہیں برتیں گے اور اس کی ادائیگی کے لئے اپنا تن من دھن وقف کر دیں گے۔

اس عظیم جدوجہد میں شرکت کیجئے

قادیانیوں نے موجودہ سال کے آغاز کے بعد اپنی غیر آئینی' غیر قانونی اور اسلام دشمن سرگرمیوں کو پھر تیز کرنے کی کوشش کی ہے۔بعض علاقوں میں قائم قادیانیوں کے مراکز اسلام دشمن سرگرمیوں کے اڈے بن چکے ہیں۔گیارہ ستمبر کے بعد قادیانیوں کی یہ کوشش رہی کہ مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے اور غیر مسلموں کو اسلام کے نام پر قادیانیت سے روشناس کرانے کی کوشش کی جائے' لیکن ان کی اکثر کوششیں ناکام ثابت ہوئیں۔موجودہ سال میں بھی متعدد قادیانیوں نے کھلم کھلا اسلام قبول کرنے کا اعلان کر کے قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے کی کوشش کی ہے۔امید ہے کہ قادیانیت کی مردہ لاش کو اس صدی کے اختتام سے قبل ہی یوں دفنا دیا جائے گا کہ ڈھونڈے سے بھی اس کا کوئی سراغ نہ مل سکے گا اور اسلام کو مٹانے کے خواب دیکھنے والا یہ نامراد فتنہ اپنی موت آپ مر جائے گا۔

اس موقع پر ہم مسلمانوں سے یہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ قادیانیت کی مردہ لاش کو ٹھکانے لگانے کی عظیم جدوجہد میں مصروف بین الاقوامی تنظیم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا بھرپور ساتھ دیں اور ہر قسم کے سیاسی' گروہی' لسانی اور فرقہ وارانہ اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اس جماعت کی ہر ممکن امداد کریں تاکہ قادیانیت کی بیخ کنی کی عظیم جدوجہد جلد سے جلد اپنے اختتام کو پہنچ سکے اور امت مسلمہ کو اس ناسور سے نجات مل سکے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

پہلی قسط

عالمی دہشت گردی

قرآن اور بائبل کا موقف

کیا واقعی قرآن کریم دہشت گردی کی حمایت و اشاعت کرتا ہے؟ کیا بائبل صرف کتاب امن ہی ہے؟ کیا بائبل دہشت گردی کی حمایت و اشاعت نہیں کرتی ہے؟

راسخ العقیدہ ہی نہیں بلکہ ہر مسلمان خاص و عام شہری ہو یا جاہل ہو یا عالم کالا ہو یا گورا مشرق کا ہو یا مغرب کا سب کا یہ یقین کامل ہے کہ قرآن کریم کلام الٰہی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے' ساری مخلوق کے لئے سراسر خیر اور ہدایت (ھدی للناس) ہے' اس کا نازل کرنے والا الرحمٰن والرحیم ہے اور جس ذات گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کلام الٰہی نازل کیا گیا' وہ رحمۃ للعالمین ہے' سیّد المرسلین ہے' عربی جاہلیہ دور کے مطابق بھی وہ ذات گرامی الصادق الامین ہے اور وہ فرشتہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کلام مقدس کو خاتم الانبیاء والمرسلین کے پاس لایا ہی' وہ سید الملائکہ روح الامین اور روح القدس ہے' بھلا ایسی کتاب جس کے نازل کرنے والے ارحم الرحمین ہوں اور جس پر نازل کی گئی وہ رحمۃ للعالمین ہو اور وہ فرشتہ جس کے ذریعہ یہ کتاب مقدس نازل کی گئی وہ روح الامین (امانت کی روح) ہو بھلا ایسی کتاب دنیا میں دہشت گردی کیسے پھیلا سکتی ہے' جو کتاب بذات خود ہی ''ھدی للناس'' اور ''ھدی للمتقین'' ہو وہ امن و چین خیر و خوشی اور فلاح فی الدارین کے علاوہ کوئی ذرا سی بھی بُری چیز نہیں پھیلا سکتی' جس سے انسانیت کو نقصان پہنچے اس کتاب کے اندر جو خیر و خوبی اور امن و آشتی کا پیغام روز اوّل سے رکھا گیا تھا' وہ آج بھی بعینہٖ اسی حالت میں موجود ہے' کیونکہ اس کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری بذات خود اللہ تعالیٰ الواحد القہار اور القادر المطلق نے لی ہے' جیسا کہ سورۂ حجر میں آیت نمبر ۹ میں اللہ تعالیٰ نے اس حفاظت قرآن کا ذکر کیا ہے:

''انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون''

لیکن فساد برپا کرنے والوں نے قتل و غارت کے علم برداروں نے اصلاح کے نام پر فساد ظلم کرنے والوں نے خیر کو شر' شر کو خیر کہنے والوں نے اپنے ظلم وزور اور

ڈاکٹر عبدالخالق علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

نیوکلیائی قوت اور صحافت کی (میڈیا) کی بے پناہ اشتہاری طاقت کی بنیاد پر کمیونسٹ روس کے زوال کے بعد ۱۹۹۰ء کی دہائی کے اوائل سے اور خاص طور پر امریکا پر نائن الیون کے حملے کے بعد مسلمانوں کو دہشت گرد اور قرآن کریم جیسی سراپا ہدایت والی کتاب کو دہشت گردی کو پھیلانے والی کتاب اور اسلام کو دہشت گردی کا دین کہنا شروع کیا' کیا واقعی دین اسلام دہشت گردی کا دین ہے؟ کیا واقعی قرآن کریم دہشت گردی سکھاتا ہے؟

ان سوالات کا جواب تو انشاء اللہ مدلل طور پر اسی مضمون میں ذرا تھوڑی دیر میں دیا جائے گا' پہلے اب بائبل کی امن پرستی کا حال بھی سن لیجئے تاکہ دہشت گردی کے سلسلہ میں قارئین کرام کو آسانی سے قرآن کریم اور بائبل کی آراء معلوم ہو اور دونوں کس حد تک دہشت گردی کو بڑھاوا دیتی ہیں یا امن قائم کرتی ہیں؟ اس کا فیصلہ قارئین کرام خود بھی آسانی سے کرسکیں' لیجئے اولاً بائبل کا موقف امن و امان اور دہشت گردی کے سلسلے میں پڑھ لیجئے' لیکن امن وامان یا دہشت گردی کی بائبل کی وضاحت سے قبل تھوڑی سی جانکاری بائبل کی بھی بذاتِ خود جان لیجئے تاکہ حقیقت مکمل طور پر واضح ہوجائے' بائبل کے لفظی معنی کتاب کے ہیں' یہ کتاب یہود و نصاریٰ دونوں قوموں کے نزدیک مقدس کتاب ہے۔ اس کے دو بڑے حصہ ہیں: اول حصہ بڑا ہے' جسے عہد نامہ قدیم کہا جاتا ہے' اور دوسرا حصہ عہد نامہ جدید کہلاتا ہے' جو پہلے کے مقابلہ میں قدرے چھوٹا ہے۔

پروٹسٹنٹ بائبل کے مطابق (The Holy bible-king James Version-17' Century) عہد نامہ قدیم میں انتالیس کتابیں یا صحیفے ہیں' اس حصہ کا تعلق شرعاً اور تاریخاً یہودیوں سے ہے' جس میں ابتدائے کائنات سے لے کر آدم اور حوا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور بزرگوں کے واقعات مندرج ہیں' اس کتاب کے آخری نبی ملاکی علیہ السلام ہیں' جن کے متعلق ایک چھوٹا صحیفہ اس کتاب میں موجود ہے' دوسرا حصہ یعنی

عہد نامہ جدید نصاریٰ سے متعلق ہے' اس میں چھوٹی بڑی ستائیس کتابیں ہیں' سب سے پہلی کتاب انجیل متیٰ (سوانح عیسیٰ علیہ السلام) اور سب سے آخری کتاب مکاشفات (Revelation by St.John) ہے' یہود صرف عہد نامہ قدیم کو مانتے ہیں' ان کا عہد نامہ جدید سے کوئی تعلق نہیں' جبکہ عیسائی خاص طور پر عہد نامہ جدید کو مانتے ہیں' اسی پر شریعت عیسوی کا انحصار ہے' لیکن تلاوت کی حد تک عہد نامہ قدیم کو بھی مانتے ہیں اور عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید دونوں کے درمیان تقریباً ۱۴'۱۵ کتابوں کے مجموعے اپوکرافا (مشکوک مگر قابل قرأت کتب ماورائے شرعی فہرست) کو بھی کافی اہمیت دی جاتی ہے جیسا کہ ملکہ وکٹوریہ کے تاج پوشی کے وقت رونما ہونے والے واقعہ سے ثابت ہے' واقعہ یوں ہوا کہ تاج پوشی کے وقت بائبل کا جو نسخہ حلف کے لئے لایا گیا تھا' اس میں اپوکرافا نہ ہونے کی وجہ سے اس کی جگہ دوسرا نسخہ لایا گیا تھا جس میں اپوکرافا موجود تھا (Bible in the making by Mac Gregore 1961) بعض نصاریٰ عہد نامہ قدیم کو بھی شرعاً تسلیم کرتے ہیں' لیکن بعض نہیں کرتے جیسا کہ امریکن پروفیسر عمر فاروق عبداللہ شکاگو کا قول ہے' جسے انہوں نے مجھے بذات خود ایک ملاقات میں بتلایا۔ عہد نامہ قدیم عہد نامہ جدید اور اپوکرافا تینوں حصوں کا مشترکہ نام بائبل ہے' مندرجہ بالا تمہید کے بعد قرآن کریم پر دہشت گردی کی حمایت کا الزام لگانے والے (یہود ونصاریٰ) بائبل۔ عہد نامہ قدیم اور جدید دونوں کا بھی ضرور مطالعہ کرلیں تاکہ بائبل کا موقف بھی اس سلسلے میں سامنے آجائے مثلاً عہد نامہ قدیم کی ایک کتاب زبور (Psalms) کے باب ۱۳۷ آیات ۷'۸ کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

"O Babylone Babylone the Destroyer Happy the man who repays you For all that you did to us Happy in he who shall Seize your children And dash them against the rock."

(The new English Bible-Oxford University Press, Cambridge university press-1970)

ترجمہ: ''اے بابل' اے بابل ہلاک کرنے والے بابل (نتیجتاً ہلاک ہونے والے) بابل وہ مبارک ہوگا' جو تجھ کو اس سلوک کا بدلا دے جو تو نے ہم سے کیا ہے' وہ شخص یا ملک مبارک ہوگا جو تیرے بچوں کو پکڑ کر چٹان پر پٹک دے گا۔''

قارئین کرام آپ خود فیصلہ کریں کیا اس زبوری نغمہ کو پڑھ کر کسی یہودی یا عیسائی کے دل میں بابل یعنی موجودہ عراق کو تباہ کرنے کا ولولہ پیدا نہ ہوگا؟ کیا موجودہ زمانہ میں ۱۹۹۱ء اور ۲۰۰۳ء میں مغربی دنیا کے عراق پر حملے بائبل کی' ان آیات کی تحریض وترغیب کی وجہ سے نہیں ہے' لیکن ایک مسلمان کے لئے کسی بھی حال میں عدل وانصاف کا دامن چھوڑنے کی نہ تو قرآن کریم اجازت دیتا ہے اور نہ ہی حدیث شریف' لیکن ہم یہ کہتے ہیں' ان آیات کا پس منظر جانے بغیر ان کو آیات بائبل پر دہشت گردی کو پھیلانے کا الزام لگایا جاسکتا ہے' لیکن ان آیات کا پس منظر جاننے کے بعد شاید قارئین کرام کو اپنی رائے بدلنی پڑے گی' ان آیات کا تعلق بنی اسرائیل کے بابل میں ستر سال تک اسیران ہزاروں بنی اسرائیلی قیدیوں سے ہے' جنہوں نے بابل کے ظالم وجابر بادشاہ بخت نصر کے ہاتھوں اپنی قوم کی قتل و غارت گری اور تذلیل دیکھی تھی' جس نے ارض مقدس اور خاص طور پر ہیکل سلیمانی کو ان کی آنکھوں کے سامنے ہی نذر آتش کرکے نیست نابود کردیا تھا یہ ان کے رنج وغم اور کڑھن کی داستان ہے' جس کا اظہار ان الفاظ میں کیا گیا ہے اور (سلاطین ثانی باب) قرآن کریم کے ساتھ بھی اگر اسی طرح سے عدل وانصاف سے کام لیا جائے تو کوئی بھی عاقل بالغ شخص قرآن کریم پر دہشت گردی کا الزام نہیں لگا سکتا' جن آیات قرآنی میں کفار ومشرکین کو قتل کرنے یا ان کے ساتھ سختی برتنے کا حکم دیا گیا ہے' ان کا پس منظر یا شان نزول جانے بغیر ان کے سلسلے میں لب کشائی کرنا اور سیاق وسباق سے الگ کرکے صرف ظاہری معنی و مطالب کی بنیاد پر قرآن کریم پر دہشت گردی کو ہوا دینے کا الزام لگانا گویا اللہ تعالیٰ کو ظالم وجابر اور غیر منصف ٹھہرانے کے مترادف ہے جبکہ اللہ تعالیٰ ساری دنیا پر ماں کے مقابلے میں ستر گنا زیادہ رحم کرنے والے ہیں اور گناہ کو بہت زیادہ معاف کرنے والے ہیں: ''اللہ یغفر الذنوب جمیعا'' قرآن کریم کا دعویٰ ہے: ''وما کان اللہ لیظلمهم ولکن کانو انفسهم یظلمون'' ہر شخص مسلم وغیر مسلم اہل مشرق ومغرب کو جان لینا چاہئے کہ قتل وقتال کی اجازت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صرف اس وقت دی تھی' جب مسلمانوں کی تقریباً سو فیصد آبادی بشمول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سال تک ایسے پستی میں رہی' جس طرح آٹا چکی میں پیستا ہے' آگ کی بھٹی میں لکڑیاں جلتی ہیں کسی اسلامی تاریخ کی کتاب سے مسلمانوں پر مکۃ المکرمہ میں تیرا سالہ مصائب و مظالم کی دل فرسا داستان کی تصدیق کی جاتی ہے کہ صرف اللہ کو ایک اور اللہ ہی کو حق ماننے کی وجہ سے کتنوں کو شہید کردیا گیا' کتنوں کو ذلیل کیا گیا کتنی

عورتوں کا سہاگ لوٹا گیا اور کتنوں کو ان کے اہل خانہ کے سامنے ان مصائب سے گزارا گیا' جن کا بیان کرنا بھی آج کے جدید زمانے میں ناقابل یقین معلوم ہوتا ہے۔ حضرت بلالؓ حضرت عمارؓ بن یاسر حضرت سمیہؓ حضرت عمیر رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہ سینکڑوں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خود سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصائب اور رنج وغم جو آپ کو اس زمانہ کے کفار ومشرکین سے سہنے پڑے ان کو سن کر کوئی بھی شخص ان ظالموں کو سزا دینا یا ان جیسوں کو آج بھی کیف کردار تک پہنچانے کے عمل کو دہشت گردی یا ظلم وستم کو نام نہیں دے سکتا' زیادہ سے زیادہ ردعمل کا نام دے سکتا ہے اور چونکہ مثال سے بات زیادہ واضح ہو جاتی ہے' اس لئے بطور نمونہ کے مندرجہ ذیل واقعات پیش کئے جا رہے ہیں' جن سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں پر کفار ومشرکین کے ہاتھوں کن کن مصائب ومظالم کے پہاڑوں کو توڑا گیا' ان کے مظالم کے مقابلے میں جو کچھ ردعمل مسلمانوں کی طرف سے قوت حاصل ہونے پر ان کفار ومشرکین کے ساتھ کیا گیا' وہ ان پر کئے گئے ظلم و ستم کے مقابلے میں بہت کم تھا' مثلاً حضرت خباب ابن الارت کو کفار ومشرکین نے آگ کے انگاروں پر لٹا دیا' یہاں تک کہ آپ کے جسم کے خون وچربی سے وہ انگارے ٹھنڈے ہوئے' حضرت عمار کے والدین کو اتنی بے دردی سے مارا گیا کہ وہ سخت گرم ریتیلی زمین پر گھسٹتے ہوئے تڑپ تڑپ کر جان دینے پر مجبور ہوئے' آپ کی والدہ حضرت سمیہ کی شرمگاہ میں ابوجہل ملعون نے برچھا مار کر ان کو شہید کر دیا' ابوذر غفاریؓ کو محض اذان کہنے پر بے ہوشی کی حد تک مارا گیا اور اگر چھوڑا بھی گیا تو وہ ان کی حالت پر رحم کھا کر نہیں بلکہ اپنی دنیا کے مفاد کی حفاظت کی خاطر' کیونکہ قریش کے تجارتی قافلوں کا راستہ حضرت ابوذر غفاریؓ کے علاقے سے گزرتا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو مکۃ المکرمہ کے اشرف الاشراف ہونے کے باوجود مسجد حرام میں موت کی حد تک مارا گیا' یہاں تک کہ آپ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے عرب میں صادق وامین کہے جانے کے باوجود اہل باطل نے آپ کو ذلیل وخوار بھی کیا' آپ کے داماد ابوجہل کے بیٹے نے آپ کو صرف ذلیل ہی نہیں کیا' بلکہ آپ پر تھوکا بھی بعد میں ایک شیر نے اس کو دوران سفر کھا لیا تھا' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سجدے کی حالت میں اونٹ کا بوجھ بھی ڈالا گیا' جو اتنا وزنی تھا کہ اگر اس کو آپ کی بیٹی فاطمہؓ آپ کے سر سے نہ اٹھاتی تو شاید آپ کی موت واقع ہو جاتی اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے پوری کوشش کر ڈالی' آپ کی حفاظت اگر آپ کے گھر میں یا آپ کے گھر کے باہر اگر ہوئی تو وہ صرف خدائی نصرت کی وجہ سے ہوئی' اس میں کسی کافر ومشرک کی کوئی ہمدردی شامل حال نہ تھی' کفار ومشرکین نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے چلے جانے کے بعد بھی سفر ہجرت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چین نہیں لینے دی' یہاں تک کہ اس غار کو بھی سوا اونٹوں کا انعام پانے کے لالچ میں گھیر لیا' جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین دن تک چھپے رہے اور وہاں سے نکلنے پر بھی ان کا دنیا پر سب سے زیادہ حریص سراقہ بن مالک تو آخیر تک آپ کا پیچھا کرتا رہا' یہاں تک کہ اس کو یقین آ گیا کہ اس شخص یعنی خاتم النبیین' سیّد الکونین کے ساتھ اللہ کی صاف نصرت ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بھی حال میں نہیں پکڑ سکتا اور رحمۃ للعالمین کی وسعت رحمت کی ایک جھلک دیکھئے کہ اس حال میں بھی جبکہ سراقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر شہید کرنے یا کرانے پر تلا ہوا تھا' اس حال میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو معاف ہی نہیں کیا بلکہ اس کو ملک فارس کسریٰ کے کنگن پہنائے جانے کی بشارت بھی دیدی' بھلا ایسے شخص یا اس کے شاگردوں سے یا متبعین سے کیسے دہشت گردی کا صدور ہو سکتا ہے؟ جس کی فطرت میں ہی بھلائی داخل ہو جو سراپا بھلائی ہی بھلائی ہو' قریش کو چھوڑیئے وہ قوت کے مالک ہونے کے باوجود کورے جاہل تھے جیسا کہ انہوں نے خود ابوسفیان کی زبانی یہود کے علماء کے سامنے اعتراف بھی کیا تھا' جبکہ انہوں نے پوچھا تھا کہ ہمارے معبود لات وعزیٰ وغیرہ عبادت کے زیادہ مستحق ہیں یا خدائے محمد یعنی اللہ تعالیٰ؟ تو علمائے یہود کعب بن اشرف وغیرہ کی کتمان علم کی انتہا دیکھئے کہ تورات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت موجود ہونے کے باوجود اور خود یہود کے موحد ہونے کے دعویٰ کے باوجود انہوں نے ایک اللہ وحدہ لاشریک لہ اور خالق الکونین اور مالک الکونین کے مقابلے میں بے وقعت معبودان باطل لات وعزیٰ وغیرہ کو عبادت کا زیادہ مستحق ٹھہرایا' جس کی وجہ سے مسلمانوں اور اہل باطل میں عرب ہی میں نہیں بلکہ عرب کے باہر مسلمانوں اور غیر مسلموں میں ہزاروں سال جنگ چلتی رہی' بھلا آپ خود ہی سوچئے اس جنگ وجدل کے ذمہ دار کیا یہودیوں کے آباؤ اجداد نہیں۔ (سورۃ نساء: ۵۱) اور کیا اس زمانہ میں یہود ونصاریٰ کی اسلام دشمنی میں کوئی کمی آئی ہے؟ کیا الفرقان الحمید جیسی باطل کتاب لکھ کر قرآن حقیقی کو دنیا کی نظروں میں باطل ظاہر کرنے کی ناپاک وناکام کوشش نہیں کی گئی ہے۔

(۲۰۰۴ء-۲۰۰۵ء) اس طرح کے ایک دو نہیں سینکڑوں واقعات کے بعد مجبوراً قرآن کریم کو مظلوم مسلمانوں کو اپنی دفاع کی اجازت دینی پڑی' جس طرح کہیں بڑے شہر میں آگ لگ جانے پر آگ کو بجھانے والے عملے کے سامنے اگر کوئی شخص آگ کو بجھانے میں حائل ہوجائے تو خبردار کئے جانے کے باوجود بھی اگر وہ ان کے سامنے سے نہ ہٹے تو فائر بریگیڈ والے لاکھوں لوگوں کی جانیں بچانے کی خاطر ایک بے وقوف شخص کی جان کی پرواہ نہیں کرتے' پس یہ ہے وہ حکمت جس کی وجہ سے کروڑوں لوگوں کی جان و مال کی حفاظت اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کا جنت میں دخول اور جہنم سے حفاظت کے خاطر ان دشمنان انسانیت کو راستے سے ہٹانے کی اجازت اسلام نے دی ہے' جن کے راستے سے نہ ہٹنے کی حالت میں کروڑوں انسانوں کی دنیا ہی برباد ہوجاتی اور آخرت بھی برباد ہوجاتی یا کم از کم خطرے میں پڑ جاتی' آیت قرآنی ملاحظہ کیجئے:

''اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا وان الله علی نصرهم لقدیر الذین اخرجوا من دیارهم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا الله۔'' (الحج:۳۹،۴۰)

اور اگر کسی بھی زمانہ میں کسی بھی وقت ایک مظلوم جماعت یا طبقہ کو دوسری ظالم جماعت یا طبقہ سے اپنے دفاع کی اجازت نہ ہوتی تو زمین پر نیکی کا نام ونشان باقی نہ رہتا۔ مسلمانوں کا بھی وجود چودہ سو سال ہی قبل ختم ہوگیا ہوتا کیا دنیا نہیں جانتی کہ بدھ مذہب ہندوستان میں ہی پیدا ہوا اور ہندوستان میں ظاہر ہوا یہیں پر پلا اور بڑھا لیکن اہنساء پرمودھرم (قتل وقتال ہر حال میں ممنوع ہے اور عدم قتل وقتال ہر حال میں سب سے بڑا مذہب ہے) کی وجہ سے ہندوستان سے باہر نکال دیا گیا' ہندوستان کے باہر برما کمبوڈیا' ویت نام' لاؤس' چین' جاپان' کوریا حتیٰ کہ روس اور وسطی ایشیا تک بدھ مذہب پھیل گیا لیکن ہندوستان میں اپنے ہی گھر میں ہزاروں سال کے لئے نیست ونابود ہوگیا' جب تک جاپان کے پاس اپنی قوت تھی' اس کے دشمن دوسری جنگ عظیم کے اتحادی ممالک اس کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکے' لیکن امریکا نے ایٹم بم حاصل کرلیا تو قوت کا توازن بگڑنے کی وجہ سے جاپان ناگاساکی اور ہیروشیما پر امریکا کے ذریعہ ایٹم بم ڈالے جانے کے بعد ایسا برباد ہوا کہ آج تک عملاً امریکا کا غلام ہے اور یہی بات موجودہ عراق اور امریکا کے تناظر میں ٹھیک بیٹھتی ہے' اپنے دفاع کے اختیار کی وجہ سے مالی اعتبار سے کمزور ہونے کے باوجود شمالی کوریا پر حملہ کرنے کی امریکا کی ہمت نہیں پڑ رہی ہے' قرآن کریم اپنی حفاظت کے حق کی اہمیت اس طرح سے ظاہر کرتا ہے کہ حق دفاع کی عدم موجودگی میں زمین پر اور تو کیا نہ تو عیسائی راہبوں کے صومعہ (کوٹھرے) بچتے نہ یہود کے عبادت خانے (Synagogue) اور نہ ہی نصاریٰ کے گرجا گھر اور نہ ہی مسلمانوں کی مساجد بچ پاتیں اور یہ حفاظت و دفاع کی اجازت جنگی ماحول میں ہے نہ کہ عام حالت میں کہ جس کو چاہا پکڑا اور قتل کرڈالا یہ تو قتل ناحق ہے' اس کی تو اجازت قرآن کریم کسی بھی حالت میں نہیں دیتا' بلکہ اس معاملہ میں اتنی شدت برتتا ہے کہ صرف ایک انسان یا نفس کا ناحق قتل تمام انسانوں کے قتل کے مساوی ٹھہراتا ہے اور ایسے قاتل کو قتل کئے جانے سے کم کی سزا نہیں سناتا اور یہ بھی قابل ذکر امر ہے کہ اپنی دفاع وحفاظت میں اسی حد تک قوت کا استعمال جائز ہے' جس حد تک مسلمانوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا ہو اور اگر کوئی مسلمان فرد یا گروہ اپنے دشمن کو معاف کرنے پر قادر ہو تو یہ معاف کرنا افضل واولیٰ ہے = قرآن کریم فرماتا ہے:

''وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ماعوقبتم به ولان صبرتم لهو خیر للصابرین۔'' (النحل:۱۲۶)

قرآن کریم ساری دنیا کے ساتھ نیکی کرنے کو پسند کرتا ہے' بدی و برائی کو پسند نہیں کرتا جیسا کہ سورۂ ممتحنہ میں فرمان الٰہی ہے:

''لا ینهاکم الله عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوا کم من دیارکم ان تبروهم وتقسطوا الیهم ان الله یحب المقسطین۔'' (الممتحنہ:۸)

ترجمہ:''اللہ تعالیٰ تم کو منع نہیں کرتا ان لوگوں سے جو تم سے نہیں لڑتے' تمہارے دین کی وجہ سے اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالتے کہ تم ان سے بھلائی کرو اور عدل وانصاف کا سلوک کرو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

یعنی جو لوگ امن پسند ہوں اور مسلماون کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتے ہیں' ان سے قرآن کریم لڑنے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ دوستی کی اجازت دیتا ہے' اہل علم سے یہ تاریخی واقعہ بھی شاید مخفی نہیں ہوگا جب سفر ہجرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رہبر ایک غیر مسلم عبداللہ بن اریقط تھا' بھلا آپ خود سوچئے اگر عوام الناس کو قرآن کریم یا اس کا رسول قتل کرنے کی یا نقصان پہنچانے کی ترغیب دیتا تو وہ غیر مسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے ساتھیوں' ابوبکر اور ان کا غلام' سے خوف نہ کھاتا اور کیا وہ خوف زدہ غیر مسلم

آپ کی رہبری کرسکتا تھا اور کیا آپ ایک دشمن کو رہبر بنا سکتے تھے؟ حق یہ ہے کہ اسلام تو ساری دنیا کے ساتھ امن و آشتی برتنے کا حکم دیتا ہے‘ حتیٰ کہ اس امن و آشتی برتنے میں کفر و شرک کو بھی برداشت کرتا ہے یعنی ایک کافر و مشرک کے ساتھ بھی نیکی کرنے کرنے کا حکم دیتا ہے‘ جب تک وہ مسلمان کے ساتھ کوئی نقصان دہ حرکت نہ کرے‘ یعنی جب مسلمانوں کا وجود ہی کسی کافر و مشرک کی وجہ سے خطرے میں پڑ جائے تو اس حالت میں بدرجہ مجبوری حفاظت کی اجازت دیتا ہے اور ایسے دشمنوں سے دوستی کی اجازت نہیں دیتا‘ ہاں ان کے حقوق کو غصب کرنے کی‘ اس حال میں بھی اجازت نہیں دیتا۔ آیات قرآنی ملاحظہ فرمائیے:

”وما کان لنفس ان تؤمن الا باذان اللہ...... افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مؤمنین۔“ (الیونس:١٠٠)

ترجمہ: ”اور کسی نفس کے بس کی بات نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر مسلمان ہوجائے پس کیا اے ہمارے رسول اور اے مسلمانو! تم لوگوں سے نفرت کرتے رہو گے‘ یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔“

یعنی ایمان نہ لانے کی صورت میں بھی ان سے نفرت نہ کرو‘ اور اسی سورت میں ایک دوسری آیت ٩ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”انما ینھاکم اللہ عن الذین قاتلوا کم فی الدین واخرجوا کم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فائولئک ھم الظالمون۔“

ترجمہ: ”یعنی اللہ تعالیٰ تم کو منع کرتا ہے‘ دوستی کرنے سے صرف ان لوگوں سے جنہوں نے مسلمانوں کو قتل کیا صرف دین اسلام کی اتباع کی وجہ سے اور تم کو یعنی مسلمانوں کو تمہارے گھروں سے نکال دیا اور ان لوگوں کی مدد کی جنہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور جو لوگ یعنی مسلمان اور جو لوگ دشمنانِ اسلام سے ان کی اسلامی دشمنی اور مسلم دشمنی کے باوجود ان سے دوستی رکھتے ہیں‘ پس وہ خدا کے نزدیک ظالم ہیں۔“

اس لئے قرآن کریم صرف ان لوگوں سے قتل و قتال کی اجازت دیتا ہے جو یا تو مسلمانوں کے دین و ایمان کو مٹانے پر تلے ہوں یا مسلمانوں کو جانی مالی نقصان پہنچاتے ہوں‘ لیکن کسی بھی حال میں امن پسند شہریوں چاہے وہ کسی بھی مذہب و ملت سے تعلق رکھنے والے ہوں‘ قتل و قتال کی اجازت نہیں دیتا‘ کیونکہ اسلام کا مقصد ہی دنیا میں امن و آشتی کا پیغام دینا ہے‘ کیونکہ اسلام کا پیغامبر ہی رحمۃ للعالمین اور شفیع المذنبین ہے۔

اب آپ بائبل کی طرف رخ کیجئے

دشمنانِ دین اور عوام الناس کے ساتھ اہل بائبل کا طرزِ عمل بھی دیکھئے‘ حضرت یعقوب علیہ السلام (Jacob) جب عراق سے واپسی پر کنعان کے شہر شکم (Shechem) کے پاس خیمہ زن ہوئے تو ایک روز آپ کی لڑکی دینہ (Dinah) وہاں کی عورتوں کو دیکھنے کے لئے شہر میں گئی تو وہاں کے بادشاہ کے لڑکے نے دینہ کے ساتھ زنا کرلیا اور اس کا باپ بعد میں یعقوب علیہ السلام اور آپ کے بیٹوں سے معذرت کرنے اور اس لڑکی کو اپنے بیٹے کے ساتھ بیاہ دینے کی درخواست کرنے آپ کے پاس گیا اور اس کے صلے میں اپنے ملک میں ہر قسم کی آزادی بنی اسرائیل کو دینے کا وعدہ کیا‘ بنی اسرائیل نے اس شرط پر شادی کرنا منظور کرلیا کہ اس کے شہر یا ملک شکم کے سارے بالغ مرد مختون ہوجائیں جب بادشاہ ہمر (Homer) اور اس لڑکے سمیت سارے بالغ مرد مختون ہوکر درد سے کراہ رہے تھے‘ اس وقت اس کراہنے کی حالت ہی میں یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے اس شہر کے سارے مردوں کو ہمر اور اس کے لڑکے سمیت قتل کردیا‘ یعقوب علیہ السلام ان کے اس فعل سے بڑے ہی دکھی ہوئے‘ بس آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ ایک زانیہ کی سزا کیا پورے شہر کے لوگوں کو قتل کردینا‘ دنیا کے کسی بھی مہذب معاشرے میں جائز ہے؟ کیا یہ ظلم و ستم نہیں ہے کیا کوئی ایک واقعہ بھی قرآن کریم میں اس قسم کا کسی کی نظر سے گزرا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں‘ کیونکہ قرآن کریم تو تصرف اور صرف ظلم کی حد تک بدلہ لینے کی اجازت دیتا ہے‘ ایک قتل یا ایک گناہ کے بدلے میں ہزاروں گناہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا‘ بھلا آس پاس کی قوموں نے اس واقعہ کو سنا ہوگا تو ان کے دلوں میں بنی اسرائیل سے کتنی دہشت بیٹھتی ہوگی؟ یہ کتنے ظالم لوگ ہیں کہ جنہوں نے ایک شخص کی ذاتی غلطی کی سزا میں پورے شہر کو قتل کردیا ہے۔

(کتاب تخلیق باب ٣٤ آیت ١ تا ٣١)

(جاری ہے)

قدیم نظام تعلیم کی خصوصیات

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

قدیم نظام تعلیم نقائص اور کمزوریوں سے بالکل مبرا ومنزہ نہیں تھا‘ فنی لحاظ سے اس کے متعدد پہلو قابل تنقید واصلاح ہیں‘ لیکن جولوگ اس نظام کے بانی اور ذمہ دار تھے‘ ان کے مزاج اور اس دینی روح کی بنا پر جو اس کے اندر سرایت کئے ہوئے تھے‘ وہ بعض خصوصیات کا حامل تھا‘ جواب جدید نظام تعلیم میں مفقود ہیں‘ یہاں نہایت اختصار کے ساتھ اس کی چند نمایاں خصوصیات کا تذکرہ کیا جاتا ہے‘ ان عنوانات کے ماتحت کثیر التعداد مثالیں اور واقعات ہیں جو ہندوستان کی علمی و دینی تاریخ کے ہزارہا صفحات میں بکھرے ہوئے ہیں‘ ان میں سے صرف چند مثالوں کا انتخاب کرلیا گیا ہے۔

اخلاص وایثار:

قدیم اساتذہ کا سب سے بڑا شعار ان کا اخلاص اور ایثار تھا‘ چونکہ تعلیم وتعلم کا اخروی ثواب اور استاد ومعلم کی دینی فضیلت ان کے ذہن پر نقش تھی اور ان کا عقیدہ اور جزو ایمان بن چکی تھی‘ اس لئے ان میں اگر سب نہیں تو بہت بڑی تعداد محض رضائے الٰہی اور حصول اجرو ثواب کے لئے تعلیم وتعلم میں مشغول تھی اور اس کو افضل عبادت اور اعلیٰ سعادت سمجھتی تھی‘ ان اساتذہ میں بہت سے حضرات زہد وقناعت کے ساتھ بسر کرتے تھے اور فقروفاقہ میں زندگی گزارتے تھے‘ علمائے ہند کے تذکرہ کی قدیم کتابوں میں ان اساتذۂ کبار کے زہد وایثار اور فقروفاقہ کے بڑے موثر اور دلدوز واقعات ملتے ہیں یہاں ایک واقعہ نقل کیا جاتا ہے۔

مورخ ہند مولانا غلام علی آزاد بلگرامی ’’مآثر الکرام‘‘ میں بلگرام کے مشہور محدث استاد میر سید مبارک (م۱۱۱۵ھ) کا ایک واقعہ اپنے استاد میر طفیل محمد بلگرامی کی زبانی بیان کرتے ہیں:

’’ایک روز میں میر سید مبارک کی خدمت میں حاضر ہوا‘ آپ وضو کی تیاری کے لئے کھڑے ہوئے تھے کہ لڑکھڑا کر گرے‘ میں نے لپک کر سنبھالا اور اٹھایا‘ کچھ دیر کے بعد ہوش آیا تو میں نے سبب دریافت کیا‘ بہت پوچھنے اور سخت اصرار کے بعد فرمایا کہ تین روز سے ایک دانہ منہ میں نہیں گیا‘ میر صاحب نے اس عرصہ میں کسی سے اس کا اظہار کیا‘ نہ کسی سے کچھ قبول کیا‘ یہ سن کر مجھے بڑی رقت ہوئی‘ فوراً اپنے مکان گیا اور استاذ کی مرغوب غذا تیار کرواکر لایا‘ پہلے تو بڑی بشاشت اور محبت کا اظہار فرمایا اور دعا دی‘ پھر فرمایا کہ اگر برا نہ مانو تو ایک بات کہوں؟ میں نے عرض کیا‘ ارشاد ہو! فرمایا کہ ایسے کھانے کو صوفیوں کی اصلاح میں ’’طعام اشراف‘‘ کہتے ہیں‘ اگرچہ فقہ کی رو سے ایسا کھانا جائز ہے اور تین روز کے بعد شریعت میں مردار کا کھانا بھی جائز ہوتا ہے‘ لیکن طریق فقر میں طعام اشراف کا کھانا جائز نہیں۔

میں نے جب یہ ارشاد سنا تو بغیر کچھ کہے سنے مجلس سے اٹھا اور کھانا باہر اٹھالیا‘ کچھ دیر دروازہ کے باہر کھڑا رہا‘ پھر کھانا واپس لایا اور عرض کیا کہ جب میں کھانا اٹھاکر باہر لے گیا تو کیا حضرت کو اس کی واپسی کی توقع تھی؟ فرمایا: نہیں‘ میں نے عرض کیا: اب تو یہ کھانا خلاف توقع آیا ہے‘ اب یہ طعام اشراف نہیں رہا‘ حضرت کو میری اس تاویل سے بہت لطف آیا اور فرمایا کہ: تم نے عجیب ذہانت سے کام لیا‘ پھر رغبت کے ساتھ تناول فرمایا۔‘‘

یہ واقعہ اگرچہ اپنی نوعیت میں نرالا اور غیر معمولی ہے‘ مگر ہندوستان کی تعلیمی و دینی تاریخ میں اساتذہ کے اخلاص وایثار‘ زہد وقناعت اور فقروفاقہ کے اتنے واقعات درج ہیں کہ وہ اس نظام تعلیم وتربیت کی ایک روایت بن گئی ہے۔

اساتذہ کے اخلاص وایثار کا ایک دوسرا واقعہ بھی‘ جو ایک صدی بعد کا ہے‘ کچھ کم حیرت انگیز نہیں:

’’مولانا عبدالرحیم صاحب (م ۱۲۳۴ھ) رامپور میں درس دیتے تھے روہیل کھنڈ کے انگریز حاکم مسٹر ہاکنس نے ان کو بریلی کالج کی تدریس کے لئے ڈھائی

سوروپیہ مشاہرہ کی (جو ۱۹۵۷ء سے پہلے وہ حیثیت رکھتا تھا جو اس وقت ہزار بارہ سو کی بھی نہیں) پیشکش ہوئی اور وعدہ کیا کہ تھوڑی مدت میں اس مشاہرہ میں اضافہ اور ترقی ہوجائے گی' انہوں نے عذر کیا کہ ریاست سے ان کو دس روپے ماہوار ملتے ہیں' وہ بند ہوجائیں گے' ہاکنس نے کہا کہ میں تو اس وظیفہ سے پچاس گنا پیش کرتا ہوں' اس کے مقابلہ میں اس حقیر رقم کی کیا حیثیت ہے؟ انہوں نے عذر کیا کہ میرے گھر میں ایک بیری کا درخت ہے' اس کی بیری بہت میٹھی اور مجھے مرغوب ہے' بریلی میں وہ بیری کھانے کو نہیں ملے گی' ظاہر میں انگریز اب بھی ان کے دل کی بات نہ پاسکا' اس نے کہا: رامپور سے آنے کا انتظام ہوسکتا ہے' آپ بریلی میں گھر بیٹھے اپنے درخت کی بیری کھاسکتے ہیں۔

مولانا نے فرمایا کہ میری ایک بات یہ بھی ہے کہ میرے طالب علم جو رامپور میں ہیں' ان کا درس بند ہوجائے گا اور میں ان کی خدمت سے محروم ہوجاؤں گا' انگریز کی منطق نے اب بھی ہار نہیں مانی' اس نے کہا: میں ان کے وظائف مقرر کرتا ہوں' وہ بریلی سے آپ سے اپنی تعلیم جاری رکھیں اور اپنی تعلیم مکمل کریں' آخر اس مسلمان عالم نے اپنی کمان کا آخری تیر چھوڑا جس کا انگریز کے پاس کوئی جواب نہیں تھا' مولانا نے فرمایا کہ یہ سب صحیح ہے' لیکن تعلیم پر اجرت لینے کے متعلق میں قیامت میں اللہ کو کیا جواب دوں گا؟''

درس میں انہماک:

قدیم اساتذہ کو درس و تدریس میں اس قدر استغراق و انہماک تھا جس کا تصور بھی واقعات اور مثالوں کے بغیر مشکل ہے' تعلیم و تعلم ان کی روح کی غذا اور ان کی عبادت اور وظیفہ بن گیا تھا' عمر کی طویل سے طویل مدت تک اور دن رات کے زیادہ سے زیادہ اوقات میں درس و تدریس میں منہمک رہتے تھے' ملک العلماء علامہ وجیہہ الدین گجراتی نے ۶۵'۶۷ سال درس دیا۔ مولانا عبدالسلام لاہوری' ملا عبدالحکیم سیالکوٹی' مولانا علی اصغر قنوجی کی مدت درس ۷۰ سال ہے' مولانا احمد امیٹھوی عرف ملا جیون نے زندگی کے آخری دن تک درس دیا۔ (وقس علی ذالک)

اساتذہ کے تمام اوقات (بشری ضرورتوں اور قلیل راحت کے علاوہ) درس و تدریس سے گھرے رہتے تھے' یہاں تک کہ بعض حضرات کھانے کے وقت اور چلتے پھرتے بھی پڑھاتے تھے' ملا عبدالقادر بدایونی اپنے استاد مولانا عبداللہ بدایونی کے متعلق لکھتے ہیں کہ اپنے گھر کا سودا خریدنے بازار جایا کرتے تھے' طلبہ کی جماعت ہمراہ ہوتی تھی اور وہ سبق پڑھاتے رہتے تھے۔

عہد اخیر کے ایک جلیل القدر علامہ مولانا عبدالحئی فرنگی محلی نماز فجر سے پہلے بعض طلبہ کو وقت دیتے تھے اور اس وقت بھی ایک سبق ہوتا تھا' متعدد قدیم اساتذہ کا یہ معمول تھا۔

طلبہ سے تعلق:

اساتذہ کو اپنے شاگردوں اور طالب علموں سے ایسا گہرا تعلق ہوتا تھا جس کی مثال اس زمانہ میں اور اس نظام تعلیم میں ملنی مشکل ہے' اساتذہ طلبہ کو اولاد کی طرح عزیز رکھتے تھے' اکثر اوقات ان کے متکفل ہوتے تھے' ان کو خورد و نوش میں شریک کرتے تھے' عہد اکبری کے شاہی طبیب اور مشہور مدرس حکیم علی گیلانی کے متعلق ''تذکرہ علمائے ہند'' کا مصنف لکھتا ہے: ''پیوستہ طلبہ را درس گفتے و بے ایشاں طعام نخوردے'' (ہمیشہ طلبہ کو درس دیتے اور ان کے بغیر کھانا نہ کھاتے)۔

استاذ الملک مولانا محمد افضل جونپوری کو اپنے طلبہ سے ایسا تعلق تھا کہ جب ان کے مایہ ناز شاگرد ملا محمود جونپوری کا انتقال ہوا تو وہ اس صدمہ کی تاب نہ لاسکے' مولانا غلام علی آزاد بلگرامی لکھتے ہیں کہ: ''تا چہل روز استاذ را کسے متبسم نہ دیدہ و بعد چہل روز استاذ بشاگرد ملحق شد'' (چالیس روز تک کسی نے استاد کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا' چالیس روز کے بعد وہ بھی اپنے عزیز شاگرد سے جاملے)۔

ملک العلماء مولانا عبدالعلی بحرالعلوم کو جب منشی صدرالدین خان نے بہار (بردوان) آنے کی تکلیف دی اور گرانقدر تنخواہ کی پیشکش کی تو مولانا نے عذر فرمایا کہ میرے ساتھ سو طالب علم ہیں' جب تک ان کے قیام و طعام کا انتظام نہ ہو میں نہیں آسکتا' جب منشی صاحب نے ان کی ذمہ داری لی تو مولانا تشریف لے گئے' مدراس میں نواب والا جاہ نے مولانا کی ایک ہزار ماہوار تنخواہ مقرر کی جو تمام و کمال طلبہ پر خرچ ہوجاتی تھی اور ان کے خاندان میں جو لکھنؤ فرنگی محل میں تھا' اس کا کوئی حصہ نہیں پہنچتا تھا' اس کی وجہ سے ان کے صاحبزادے (مولانا عبدالنافع) نے مدراس کا سفر کیا اور بارہا والد محترم سے اس بارے میں گفتگو کی' لیکن مولانا نے اپنا طرز عمل ترک نہیں کیا اور صاحبزادہ ناکام لکھنؤ واپس آئے۔

اس طرح کے واقعات ہندوستان کے اسلامی عہد کی تاریخ میں نادر نہیں ہیں' اس عہد اور نسل کے علماء نے بھی اپنی شفقت و ایثار اور فراخ حوصلگی کے نمونے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔

☆☆..........☆☆

ملفوظات شیخ دارانی رح

ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی

اتباع تابعین کے زمرہ میں جہاں اقلیم علم وفن کے بہت سے تاجدار شامل تھے، وہیں بکثرت ایسے صاحب کمال بزرگ بھی تھے جو علمی اعتبار سے خواہ زیادہ بلند مرتبہ نہ ہوں، لیکن زہدو اتقاء، رشد و ہدایت اور بلند روحانی مدارج میں غیر معمولی مرتبہ کے مالک تھے، عمل صالح ان کی شخصیت کا زیور اور عبادات و ریاضت ان کا طغرائے امتیاز تھا، شیخ ابو سلیمان دارانیؒ کا شمار ایسے ہی صلحائے امت میں کیا جاتا ہے، وہ بلاشبہ علم وفضل میں بھی بلند مرتبہ اور عالی مقام تھے، لیکن اس سے کہیں زیادہ وہ ایک عظیم المرتبت صوفی، شیخ طریقت اور ولی اللہ کی حیثیت سے شہرت رکھتے تھے، ان کا سینہ شریعت وطریقت کا مجمع البحرین تھا، انہوں نے اپنی تعلیم وتربیت اور تزکیہ وہدایت سے ایک عالم کو مستفید کیا، ابن عماد حنبلی نے لکھا ہے:

”شیخ دارانیؒ ان اکابر اولیاً اللہ میں تھے جو اپنے روحانی کمالات کے اعتبار سے ارباب کشف وشہود خیال کئے جاتے ہیں۔“ (شذرات الذہب ۲/۱۲)

چنانچہ شیخ ابوسلیمان دارانیؒ کے صحیفۂ زندگی کا زیادہ درخشاں باب سلوک وتصوف سے متعلق ہے، بقول حافظ ذہبیؒ:

”وہ روحانیت ومعرفت کے بحر ناپیدا کنار کے ایک شناور تھے۔“ (میزان الاعتدال ۱/۴۵)

صحت عقیدہ کے معاملہ میں وہ نہایت متشدد تھے، ابو جعفر محمد بن احمد الموصلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ۲۰۳ ہجری میں شیخ دارانیؒ کو بغداد میں دیکھا، وہ مسجد عبدالوہاب الخفاف میں مقیم تھے، ایک دن کسی نے عرض کیا: جناب! عبدالوہاب الخفاف تو قدریہ کے عقائد رکھتے تھے، یہ معلوم ہوتے ہی شیخ دارانیؒ نے اس مسجد میں نماز پڑھنا چھوڑ دیا، اور دوسری مسجد میں جانے لگے۔ (العبر فی خبر من غبر ۱/۳۲۸)

شیخ ابوسلیمان دارانیؒ نے اپنی حکمت و بصیرت سے پُر فرمودات میں حقائق ایمانی، دقائق احسانی اور اسرار حکمت ربانی کو برملا فاش کیا ہے، ان کے تمام ملفوظات واقوال کے راوی ان کے تلمیذ رشید اور مسترشد خاص ابن ابی الحواری ہیں، اگر استقصاء کرکے شیخ کے تمام ملفوظات کو یکجا کیا جائے تو بلاشبہ ایک ضخیم دفتر تیار ہوسکتا ہے، محدث ابن جوزیؒ نے صفة الصفوة، حافظ ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایہ، خطیبؒ نے تاریخ بغداد اور شیخ فرید الدین عطارؒ نے تذکرة الاولیاً میں بہت بسط وتفصیل کے ساتھ شیخ دارانیؒ کے ملفوظات نقل کئے ہیں۔ راقم السطور مذکورہ مآخذ کی مدد سے ذیل میں چند بصیرت افروز ملفوظات درج کرتا ہے۔

بہترین عمل:

ایک موقع پر فرمایا کہ: بہترین عمل خواہشات نفسانی کی مخالفت کرنا ہے، اولاد، دولت اور گھربار میں سے جو چیز تم کو خدا کی یاد سے غافل کردے، وہ باعث نحوست ہے۔ (البدایہ والنہایہ ۱۰/۲۵۶)

دعا کی کیفیت:

فرمایا کہ: میں رات کے وقت محراب میں دعا کرنے میں مصروف تھا، میرے دونوں ہاتھ خدا کے حضور میں پھیلے ہوئے تھے، اسی اثنا میں مجھے ٹھنڈک زیادہ محسوس ہوئی تو میں نے ایک ہاتھ سمیٹ لیا، پھر نیند کا غلبہ ہوا، اور میں اسی طرح سوگیا، اتنے میں ایک ہاتف غیبی نے صدا دی: اے ابوسلیمان! ہم نے تمہارے پھیلے ہوئے ہاتھ میں وہ سب کچھ رکھ دیا جو تمہیں مطلوب تھا، اور اگر تم دوسرا ہاتھ بھی اسی طرح پھیلائے رکھتے تو ہم اسے بھی بھر دیتے، ابوسلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد میں نے قسم کھائی تھی کہ خواہ کیسی ہی گرمی ہو یا سردی دعا کے وقت دونوں ہاتھ پھیلائے رکھوں گا۔ (تاریخ بغداد ۱۰/۲۴۹)

دنیا وآخرت کی کنجی:

احمد بن الحوارزی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے استاذ کی زبان سے بارہا یہ ارشاد سُنا ہے کہ: دنیا و آخرت میں ہر خیر ونیکی کی جڑ اللہ جل شانہ کی خشیت اور اس کا خوف ہے، یاد رکھو! دنیا کی کنجی یہ ہے کہ انسان شکم سیر ہوکر زندگی گزارے اور آخرت کی کنجی بھوکا رہنا ہے، یعنی اگر انسان آخرت میں کامیابی کا خواہشمند ہو تو اس کو مزخرفات میں نہیں پڑنا چاہئے، فقرو فاقہ کے عالم میں خشیت وانابت الی اللہ کا غلبہ ہوتا ہے اور فراغت وخوش حالی اللہ سے غافل کردیتی ہے۔

چور کہاں چوری کرتا ہے؟

فرمایا کہ: بلاشبہ چور کسی ویران مکان میں چوری کرنے نہیں جاتا' حالانکہ وہ اس میں جہاں چاہے جاسکتا ہے' لیکن وہ صرف ایسے گھر کا قصد کرتا ہے جو مال وزر سے بھرا ہوا ہو' بعینہ یہی حال ابلیس لعین کا ہے' وہ ان ہی قلوب پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے جو خشیت الٰہی' انابت الی اللہ اور ذکر وفکر سے معمور رہتے ہیں۔(تذکرۃ الاولیاءؒ عطار۲/۲۳۳)

اللہ کے برگزیدہ بندے:

فرمایا کہ: اللہ کے کچھ برگزیدہ بندے ایسے ہوتے ہیں' جن کے لئے جنت کی نوع بنوع نعمتوں میں بھی کوئی ایسی کشش نہیں ہوتی جو انہیں یاد الٰہی سے غافل کردے' دنیا کی حقیقت اللہ کے نزدیک پرکاہ کے برابر بھی نہیں ہے' اس لئے اس میں زہد واتقاء کے کوئی معنی نہیں ہیں' ہاں جنت میں رہ کر اور حور وغلماں کی موجودگی میں خدا کے سوا اس کے دل میں کسی کے لئے جگہ نہ ہو' تو وہی اصل زاہد ومتقی ہے۔(صفۃ الصفوۃ ۴/۱۰۲)

قناعت کی دولت:

فرمایا کہ: لوگ زیادہ سے زیادہ مال جمع کرکے اہل ثروت بننا چاہتے ہیں' حالانکہ ان کا یہ خیال بالکل غلط ہے (کہ دولت کثرت مال کا نام ہے) خوب سمجھ لو کہ اصل غنی (اہل ثروت) وہ ہے جو قناعت کی دولت رکھتا ہو' اسی طرح راحت خوشحالی میں نہیں بلکہ تنگی میں ہے' لوگ عام طور پر نرم اور باریک لباس' عمدہ غذا اور آرام دہ مکان میں آسائش تلاش کرتے ہیں' حالانکہ وہ دراصل اسلام' عمل صالح اور ذکر اللہ میں پوشیدہ ہے۔(شذرات الذہب۲/۱۳)

خدائے رحمان کی ہم نشینی کا شرف:

فرمایا کہ: قیامت کے دن خدائے رحمان کی ہم نشینی کا شرف ان لوگوں کو حاصل ہوگا جو کرم' حلم' علم' حکمت' نرم خوئی' رحم دلی' عفو ودرگزر' احسان' نیکی' لطف ومروت اور رأفت ومحبت کی صفات سے متصف ہوں۔(تذکرۃ الاولیاءؒ عطار۲/۲۳۳)

ابن ابی الحواری کہتے ہیں کہ میرے شیخ برابر فرمایا کرتے تھے کہ: جب نفس بھوکا پیاسا ہوتا ہے تو دل میں صفائی اور نرمی پیدا ہوتی ہے اور شکم سیری کی حالت میں قلب اندھا ہوجاتا ہے۔(صفۃ الصفوۃ ۴/۱۰۲)

کسب حلال کی طلب:

فرمایا کہ: جس نے استغناء کے ساتھ اور حلال ذریعہ سے دنیا کو طلب کیا تو وہ قیامت کے دن خدا سے اس عالم میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کے مانند درخشاں ہوگا۔(البدایہ والنہایہ۱۰/۲۵۸)

دل کو فکر آخرت کا عادی بناؤ:

فرمایا کہ: ہر خیر کا ایک زیور ہوتا ہے' صدق کی آرائش خشوع ہے' تواضع کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے عمل میں کبر وغرور سے محفوظ رہے' دنیا میں غور وفکر آخرت کا حجاب ہے اور آخرت کے بارے میں تفکر دلوں کی زندگی اور ثمرہ حکمت ہے' آنکھوں کو رونے اور دل کو آخرت کے بارے میں فکر کرنے کا عادی بنالو۔(تذکرۃ الاولیاءؒ عطار۲/۲۳۳)

بہترین سخاوت:

فرمایا کہ: جو شخص دن میں کوئی نیک عمل کرتا ہے' ساری رات اس کی غیبی حفاظت کی جاتی ہے' اور جو رات کو نیکی کرتا ہے' اس کی دن بھر حفاظت ہوتی ہے' بہترین سخاوت وہ ہے جو ضرورت کے مطابق ہو' جو شخص اپنی جان کو قیمتی جانے وہ ہرگز خدمت کی حلاوت نہیں پاسکتا۔(تذکرۃ الاولیاءؒ عطار۲/۲۳۵)

دمشق کے قریب ایک گاؤں داریا میں شیخ ابو سلیمان دارانیؒ کا مزار آج بھی مرجع انام ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ ان کے مزار کی عمارت بہت شاندار ہے۔(فرحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ) ☆......☆

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے فرمایا:

''الحمدللہ ہم نے جھوٹے کو اس کی ماں کے گھر تک پہنچادیا ہے' برطانیہ قادیانیوں کی ماں ہے جس نے ان کو جنم دیا' تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے کمالات کا خلاصہ اور عطر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ امام انبیاء کا کیا مطلب ہے' سمجھے نہیں ہو' اس رمز اور اشارہ کو؟ امام جب تک امام ہے مقتدی اس کے اشارے پر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد معجزہ دکھانے کا دعویٰ کفر ہے' کیونکہ معجزہ دکھانا نبی کی خصوصیت ہے۔ قادیانیوں کی سو نسلیں بھی بدل جائیں تو ان کا حکم زندیق اور مرتد کا رہے گا' سادہ کافر کا حکم نہیں ہوگا۔ مرزائیوں کا کافر' مرتد اور زندیق ہونا روز روشن کی طرح واضح ہے۔

یہ مرزا غلام احمد قادیانی کی مراقی مسیحیت کے کرشمے ہیں کہ وہ خود سے خود پیدا ہوکر مسیح ابن مریم بن گیا۔ ہر قادیانی کے منہ پر ایک لعنت برستی ہے جس کو اہل نظر فوراً پہچان لیتے ہیں۔

زندیق ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو مگر درپردہ کفریہ عقائد رکھتا ہو۔

کسی مرزائی کو داماد بنانا ایسا ہے جیسے کسی ہندو' سکھ' چوہڑے کو داماد بنالیا جائے۔ جس شخص نے کہا کہ قادیانی مسلمانوں سے اچھے ہیں وہ خود قادیانیوں سے بدتر کافر ہوگیا' مرزائیوں کی حیثیت ذمیوں کی نہیں بلکہ محارب کافروں کی ہے اور محاربین سے کسی قسم کا تعلق رکھنا شرعاً جائز نہیں۔

اخلاص اور اس کی برکات

دینی علوم اللہ کی پسند معلوم کرنے کا ذریعہ ہیں نہ کہ مال کمانے کا:

تعلیم جو ہم کو سکھائی جارہی ہے قرآن مجید کی، حدیث کی اور دینی علوم کی، یہ اس لئے ہے، کہ اللہ کی پسند معلوم کریں اور اس کے ذریعہ سے ہم وہ کام کریں جس کو اللہ پسند کرتا ہے اور پھر وہ راضی ہوجاتا ہے، اب اگر کوئی شخص یہ تعلیم اس لئے حاصل کرتا ہے کہ اس سے دنیا مل جائے تو ظاہر ہے کہ یہ کتنی بُری بات ہے۔

لیکن ہم اس کو اگر دنیا کے لئے حاصل کررہے ہیں تو اللہ کو غصہ آتا ہے۔ حدیث میں ہے جو دنیا کے مال ومتاع کے لئے علم حاصل کرے گا تو اس کو جنت کی خوشبو تک نہیں ملے گی، یہ اس لئے نہیں تھا کہ تم اس کے ذریعہ سے مال کماؤ! قرآن مجید مال کمانے کے لئے نہیں ہے اور یہ حدیث کے علوم، فقہ کے علوم، مال کمانے کے لئے نہیں ہیں، جتنے دینی علوم ہیں یہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے ہیں، اللہ کی پسند معلوم کرنے کے لئے ہیں، جو اس راز کو سمجھ لے گا وہ ان علوم سے فائدہ اٹھا پائے گا ورنہ نہیں۔ اس لئے صاف صاف حدیث میں آیا ہے، جنت کی وہ شخص خوشبو بھی نہیں پائے گا اور جو پیشینگوئیاں حدیث میں آئی ہیں کہ آخری دور میں جو خرابیاں پیدا ہوجائیں گی ان میں سے ایک خرابی یہ بھی ہے، حدیث میں آتا ہے، ترمذی شریف کی روایت ہے کہ ”تعلم لغیر الدین“ (یہ علم حاصل کیا جائے گا، دوسری غرض کے لئے) دین کے لئے نہیں، جیسے آج کل ہورہا ہے کہ دینی علوم بھی حاصل کئے جارہے ہیں، دوسرے اغراض کے لئے، اس لئے اس میں بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ علوم اس لئے عطا فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہوجائے، اس کی پسند معلوم ہوجائے اور ہم اس پر عمل کرنے والے بن جائیں، اور اسی طرح یہ تربیتی اصلاحی تعلقات کا مسئلہ ہے، اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے کہ اخلاص سے کام لیا جائے، وہاں بھی کوئی غرض نہ ہو کہ لوگ ہم کو بڑا سمجھیں، ہدیہ دیں، تحفہ دیں ہمارے پیچھے چلیں، ہمارا ہاتھ چومیں اور ہمارا حلقہ بڑا ہوجائے، ماننے والے

مولانا عبداللہ حسنی ندوی

بڑھ جائیں، اسی لئے حدیث میں آتا ہے کہ آخری دور میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دین کو ذریعہ بنائیں گے دنیا کمانے کا، دعوت کا کام بھی کریں گے لیکن اس کے ذریعہ سے ان کا یہ مقصد ہوگا کہ پیسہ مل جائے، عہدہ مل جائے، شہرت مل جائے اور لوگوں کو دکھانے کے لئے ایسے طور طریق استعمال کریں گے کہ اس سے لوگ ان کو بڑا بزرگ سمجھیں، بڑے متواضع بنیں گے، اپنی نرمی دکھانے کے لئے تقشف کا اظہار بھی کریں گے، ایسا لباس اختیار کریں گے کہ لوگ ان کو سمجھیں کہ بہت بزرگ ہیں اور باتیں بھی اتنی اچھی کریں گے اتنی میٹھی کہ شہد بھی اس کے آگے بیکار ہے، حالانکہ دل بھیڑیوں کی طرح ہوں گے، مقصد کیا ہوگا؟ پیسہ کمانا سامنے جو آرہا ہے، اس سے بہت بزرگی کے ساتھ بہت تواضع کے ساتھ میٹھی اور چکنی چپڑی باتیں کریں گے تاکہ وہ گرویدہ ہوجائے، عقیدت مند ہوجائے اور پھر اس کی جیب سے پیسے نکلوائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”ام علی یجترؤن“ (یہ ہم سے دھوکا میں پڑرہے ہیں) یا اتنی جرأت ان کی بڑھ گئی ہے کہ ہم پر جرأت دکھارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی قسم کھاکر کہتا ہے کہ ان کو ایسے فتنہ میں مبتلا کردیں گے کہ ان میں سے بہت زیادہ جو صبر اور برداشت کرنے کی صلاحیت رکھنے والا آدمی بھی ہوگا وہ بھی حیران ہوجائے گا۔

خرافات و بدعات کے مراکز فتنوں کی آماجگاہ:

آپ دیکھ لیجئے! اس طرح کے جتنے صوفی ہیں، ڈھونگی قسم کے ان کے یہاں اگر آپ جاکر معلوم کریں تو سب کو فتنہ میں مبتلا پائیں گے، ہندوستان کی اکثر قبروں والے ان کی خانقاہوں میں جائیں تو معلوم ہوگا کہ ہر قبر پر لڑائی ہورہی ہے، آپس میں رنجشیں ہیں، مقدمہ بازیاں ہیں اور یہ فتنہ آپس میں بھائیوں میں ہورہا ہے اور فتنہ اس وقت اور بڑھ جاتا ہے جب گھر کے اندر ہو باہر کا فتنہ تو آسان ہے، برداشت کرلے گا آدمی، کوئی ہمارا دشمن ہے وہ دہلی میں بیٹھا ہے اس سے ہمارا کوئی رشتہ نہیں، لیکن ایک

شخص ہے جس سے ہماری ساری مقدمہ بازی چل رہی ہے' ہمارے گھر کا بھائی ہے تو یہ فتنہ بڑھا ہوا ہے' ساری قبروں پر آپ معلوم کر لیجئے جتنی قبریں ہیں' جہاں چادر چڑھائی جاتی ہے اور جہاں شرک و بدعت اور خرافات کے ڈیرے ہیں' وہاں فتنوں کے بھی ڈیرے ہیں' جو یہ فرمایا گیا غلط نہیں' ظاہر ہے اللہ کے رسول فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بڑے جلال کے ساتھ فرماتا ہے: ''فبی حلفت ''میں اپنی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان کو فتنوں میں مبتلا کر کے رہوں گا اور وہ فتنوں میں مبتلا ہیں اور جب بات کریں گے تو ایسی میٹھی ایسی شیریں کہ معلوم ہوگا کہ اس سے زیادہ مٹھاس کہیں پائی نہیں جاتی' آپ بات کر کے دیکھیں ایسے لوگوں سے اور اسی میں بے چارے سیدھے سادے عام لوگ ان کے دام میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور جا کے عقیدت میں سر جھکا دیتے ہیں' اس لئے خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ یہ سب باتیں صحیح نہیں ہیں' اللہ کو راضی کرنے کے لئے جو کام کرے گا تو اس میں فائدہ ہوگا' اگر اللہ کو راضی کرنے کے لئے نہیں کیا تو کوئی فائدہ نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے جسم اور تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے کہ اس کا رخ کدھر ہے' اللہ تعالیٰ نے کسی کو کالا بنایا کسی کو گورا بنایا' کسی کو لمبا بنایا' کسی کو پستہ قد' تو اب آپ ناپنے لگیں کہ یہ زیادہ خوبصورت ہیں' یہ زیادہ اچھے ہوں گے' یہ سب نہیں بلکہ دل کس کا خوبصورت ہے' حسین ہے' یہ دیکھنے کی بات ہے اور دل حسین ہوتا ہے جب اخلاص سے مالا مال ہو' اس لئے حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس شخص پر اللہ رحم فرمائے جو شخص میری بات سنے اور دوسرے تک پہنچائے۔''

پھر فرمایا کہ تین صفتیں ایسی ہیں جس کے اندر وہ صفتیں پائی جائیں گی اس کے اندر کوئی روگ نہیں آئے گا' کوئی کھوٹ نہیں ہوگا' اس کا دل دھوکا نہیں دے گا' نہ ہی دھوکا کھائے گا وہ کیا چیزیں ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے لئے عمل میں اخلاص ہو جو عمل بھی کرے اس میں اخلاص ہو' وہ اللہ کے لئے کرے اور جتنے لوگ ہیں چاہے وہ ذمہ دار ہوں' اہل اسلام کے اور چاہے عام لوگ' سب کے ساتھ خیر کا معاملہ کرے' بھلائی کا معاملہ کرے' چاہے اپنا ہو یا غیر سب کے ساتھ بھلائی کا سلوک کرے اور ان کی جماعت کے ساتھ لگا رہے' مسلمانوں کی جماعت سے الگ نہ ہو ڈیڑھ اینٹ کی مسجد نہ بنائے۔

سب کے ساتھ رہے' اس لئے کہ جب سب کے ساتھ رہے گا تو سب کی دعائیں اس کے شامل حال ہوں گی' اس کو اپنے جلو میں لے لیں گی' اس سے اس کو فائدہ پہنچے گا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی نیت دنیا کی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فقر کا ہوا' افلاس کا ہوا لا کر کھڑا کر دیتے ہیں' اس کو ہر وقت ڈر فقر وفاقہ کا لگا رہتا ہے' اس کی نیت صرف دنیا ہے' دنیا کمانا ہے' ہر وقت سوچتا ہے دنیا' دنیا' دنیا تو اللہ تعالیٰ فقر کا ڈر اس پر طاری کر دیتا ہے اور اس کے کام بھی پراگندہ ہو جاتے ہیں' انتشار کا شکار ہو جاتے ہیں' اس کی جائیداد ہو' کاروبار ہو' سب بکھرا رہتا ہے' اس لئے کہ اس کو ہر وقت پیسے کی فکر ہے' پیسے کی جب زیادہ فکر کرے گا تو اتنا ہی منتشر ہو جائے گا اور جس کی نیت آخرت ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کو دل کا دولت مند کر دے گا' دل کی تونگری عطا فرمائے گا کہ دل اس کا تونگر ہو جائے' مالدار ہو جائے' دولت مند ہو جائے اور اصلی دولت مندی دل کی دولت مندی ہے' دل کے اندر غنی ہو' اس کا کاروبار ہو یا اس کی جائیداد ہو' وہ سب اللہ کی طرف سے خود بخود سدھر جائیں گے۔ صحیح رخ پر پڑ جائیں گے' اس لئے کہ اس کو کسی قسم کی پریشانی تو ہے نہیں' اس کے مدنظر آخرت ہے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اور پھر دنیا اس کے پاس ذلیل و خوار ہو کر آئے گی' اگر آخرت مدنظر رہے تو دنیا اس کے جوتوں میں آتی ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک صاحب ہدیہ دینے آئے' انہوں نے کہا کہ نہیں لیں گے' کچھ ایسا مسئلہ تھا تو انہوں نے کہا کہ نہیں! حضرت قبول کر لیجئے' کہا: نہیں لیں گے جب وہ جانے لگے تو حضرت کے جوتے کے اندر رکھ گئے' جب نکلے اور جوتا پہنا تو پیسے پیر میں لگے' تو مسکرا کر کہنے لگے: دیکھو دنیا آتی ہے جوتوں میں' اس کو ٹھوکر مار دی تو جوتے کے اندر آ گئی' تو دنیا اس طرح ذلیل ہو کر آتی ہے جو دنیا سے بھاگتا ہے تو دنیا اس کے پیچھے آتی ہے' اور جو دنیا کے پیچھے دوڑتا ہے دنیا اس سے بھاگتی ہے' عجیب وغریب ہے یہ دنیا' اس کی خوشامد کرو گے تو نخرے کرے گی اور اگر ٹھوکر مارو تو تمہاری خوشامد کرے گی' اسی میں آدمی کو دھوکا ہو جاتا ہے۔

اعمال کا وجود و استحکام اور اس کے برکات وثمرات نیت پر موقوف ہیں:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ عمل کا دارومدار نیتوں پر ہے' یہ اہم ترین احادیث میں سے ہے' اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے' اور عمل کا دارومدار جب نیت پر ہے تو نیت کے درجات بھی

ہیں، جس درجہ کی نیت ہوگی، اسی اعتبار سے اس پر ثواب ملے گا، اسی اعتبار سے اس عمل کا نتیجہ نکلے گا، اس لئے جب نیت صحیح ہوتو اسی نیت کا اعتبار ہوگا، جس درجہ میں نیت صحیح ہوگی اسی درجہ کا اس پر اجر وثواب ملے گا اور جتنا ہی وہ اچھی ہوگی اتنا ہی اچھا پھل آئے گا، اس کو یوں سمجھ لیں، جیسے کاشت کسان کرتا ہے، دانہ ڈالتا ہے پھر اس کو بند کردیتا ہے، جب بند کردیتا ہے تو کسی کو نہیں معلوم ہوتا کہ کیا بویا ہے؟ جس نے بویا بس وہی جانتا ہے، یہ جو دل ہے یہ زمین ہے، آپ اس پر محنت کرتے ہیں پھر دانہ ڈالتے ہیں، دانہ کیا ڈالا یہ کوئی نہیں جانتا، سوائے آپ کے، آپ جانتے ہیں دل میں نیت کیا ہے؟ اب اگر یہ دانہ اچھا ہے تو اچھا درخت نکلے گا اور برا ہے تو برا درخت نکلے گا، لیکن جب شروع میں درخت نکلتا ہے تو پہچانا نہیں جاتا، ہاں جو بہت ماہر ہیں وہ تو پہچان لیتے ہیں، ہم لوگ ماہر نہیں ہیں، جو ماہرین ہیں اللہ والے ہیں، وہ فوراً تاڑ جاتے ہیں کہ معاملہ گڑبڑ ہے، علامت تو غلط ہورہی ہے اور اگر اچھا نکلتا ہے تو بھی پہچان جاتے ہیں کہ یہ صحیح نکل رہا ہے، عام لوگ نہیں جانتے اس کو پھر جب وہ بڑھ کر تناور درخت ہوجاتا ہے تب عام لوگ بھی جان لیتے ہیں کہ دانہ ہی خراب تھا، ہم تو سمجھ رہے تھے کہ آم نکلے گا لیکن نکلا نیم، ہم سمجھ رہے تھے کہ ہم نے کوئی پھل والا درخت بویا ہے لیکن نکلا ببول، بعض لوگوں کے بارے میں آتا ہے کہ کچھ نہیں ہیں لیکن کچھ دنوں کے بعد معلوم ہوا کہ ذرا سا جو بویا تھا بڑا رنگ لایا، کتنے لوگوں نے ان سے فائدہ اٹھایا اور لوگوں کو نظر بھی نہیں آیا کہ کون سا دانہ کہاں ہے، جس نے اس کو چھپا کر رکھا تھا لیکن اس سے فائدہ پوری قوم اٹھا رہی ہے، اسی لئے اعمال کا دارومدار جو کچھ ہم نے دل میں چھپا کر رکھا ہے وہ اسی پر ہے کہ اندر ہمارے کیا ہے؟ اس لئے ہمیشہ یہ دیکھتے رہنا چاہئے کہ ہم نیت کیا کررہے ہیں، جب اس کو ہم نے درست کرلیا تو پریشان نہیں ہونا چاہئے۔

باہر کا بگاڑ اندر کے بگاڑ کا نتیجہ ہے:

اندر کا معاملہ جب درست ہوگیا تو باہر کے معاملہ سے کوئی پریشانی نہیں، کیونکہ اندر کے معاملہ کا تعلق اللہ سے ہے اور باہر کے معاملہ کا تعلق غیروں سے ہے، اندر کا معاملہ جب درست ہوگیا تو باہر والا خود درست ہوجائے گا اور اگر اندر کا درست نہ ہوا تو باہر کا چاہے کتنا درست معلوم ہو وہ درست نہیں ہے، اس لئے باہر کا بگاڑ اندر کے بگاڑ کا نتیجہ ہے، تو جو نیت دل میں کی ہے یعنی زمین میں جو بیج بویا ہے وہی پائے گا، اس کے خلاف نہیں ہوگا کہ آپ بیج کچھ ڈالیں اور امید کچھ اور رکھیں! ایسا نہیں ہے ہم نے تو شہرت چاہی، عزت چاہی، مال چاہا تو اللہ مال دیدے گا، جو نیت تھی مل گیا، اب کچھ نہیں ملے گا، وہاں جب جاؤ گے تو پھر وہاں معاملہ یہ ہوگا کہ جو تم نے چاہا تھا وہ دنیا میں مل چکا ہے اب یہاں کچھ نہیں ملے گا۔

اس لئے حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ تین آدمی لائے جائیں گے ایک جو شہید ہوا ہوگا، ایک وہ شخص جس نے اللہ کے راستہ میں مال ودولت خوب خرچ کیا ہوگا اور تیسرا وہ عالم جس نے لوگوں کو سمجھایا ہوگا بتایا ہوگا، وہاں جب تینوں لائے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو بتائے گا کہ یہ یہ نعمتیں تم کو دی تھیں تو وہ کہیں گے کہ ہاں ہم نے بہت کام کیا تو کہا جائے گا کہ نہیں تم نے تو یہ نیت کررکھی تھی کہ ہماری خوب شہرت ہو، علامہ کہا جائے، مقرر کہا جائے، بڑا واعظ کہا جائے، دنیا میں کہا جاچکا اب یہاں کچھ نہیں ملے گا۔ ایسے ہی شہید سے کہا جائے گا کہ تم اللہ کے راستہ میں اس لئے شہید ہوئے کہ تم کو بہادر کہا جائے، بڑا بہادر آدمی تھا، تو سب نے کہہ دیا، جو نیت تھی مل گیا۔ تیسرا وہ شخص ہے جو اللہ کے راستہ میں خرچ کرے گا، اس سے بھی کہا جائے گا کہ تم نے اس لئے خرچ کیا کہ کہا جائے بڑے کشادہ دست ہیں، بہت سخی ہیں، کہتے ہیں کہ کوئی چلا جائے ان کے در پر تو خالی ہاتھ نہیں آتا، سب کو دیتے ہیں، آپ اس لئے دیتے تھے کہ آپ کی شہرت ہو سو ہوچکی، اس لئے یہ معاملہ بڑا خطرناک ہے۔

”فمن کانت ھجرتہ الی دنیا یصیبھا۔“

ترجمہ: ”جو اللہ کے لئے ہجرت کرے گا تو اللہ کے لئے سمجھی جائے گی اور دنیا کے لئے کرے گا دنیا سمجھی جائے گی۔“

اس لئے اس معاملہ میں آدمی کو بڑے چوکنا رہنے کی ضرورت ہے، کم سے کم یہ بات ہونی چاہئے کہ نیت خراب نہ ہو، جیسے علوم دینیہ ہیں، قرآن مجید کی تلاوت ہے، حدیث کا پڑھنا ہے، اس میں نیت خراب نہ ہونی چاہئے، ان کے اندر اللہ نے یہ صفت رکھی ہے کہ اگر کچھ بھی نیت نہ کرے، تلاوت کرنے میں تب بھی ثواب ملے گا اور اگر نیت خراب کی تب تو معاملہ خراب ہوجائے گا، اور اگر کچھ بھی نیت نہیں کی، بس تلاوت کررہا ہے تو ثواب ملے گا اور اگر خدانخواستہ بری نیت تھی تو پکڑا جائے گا، جو کچھ ملنا تھا وہ بھی نہیں ملے گا، اس لئے ہمارے تمام علماء اور جتنے بڑے لوگ ہیں، وہ اسی بات کا لحاظ رکھتے ہیں کہ اندر کا معاملہ ہمارا درست رہے، ہروقت اس کی فکر میں لگے رہتے ہیں اسی طرح سب کو کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہماری نیتوں کو درست فرمائے اور اخلاص عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

فیشن کی دنیا اور مادہ پرست عورتیں

مولانا محفوظ الرحمن فاروقی

بیوٹی پارلر کا چلن بہت عام ہورہا ہے اور اکثر عورتیں اس کی عادی ہورہی ہیں' یہ ایک انگریزی لفظ (Beauty Parlour) ہے' جس کے معنی اردو میں ''افزائش حسن کا ادارہ'' ہے۔ آج کل عورتوں میں بہت ساری خواہشیں جنم لیتی ہیں' وہیں مادہ پرست عورتیں و مرد اس خواہش کے غلام بنتے جارہے ہیں' بدن پر مختلف قسم کے نقش و نگار بنانا' بال تراشنا' سینے کے ابھار کو بڑھانا اور کوئی خاص شکل دینا' چہرہ کی مالش' بالوں اور بھنوؤں کو مزین کرنا' بالوں کے فطری رنگوں کو اڑایا جانا' ہونٹوں کی ساخت میں تبدیلی' مصنوعی تل بنانا' لمبے لمبے ناخنوں پر ڈیزائن بنانا' ناخن پالش سے خوبصورتی پیدا کرنا' ہاتھوں' پیروں اور بدن کی مالش کرانا' جلد کی رنگت تبدیل کرنا' بدن کے ظاہری اور چھپے حصوں پر مہندی کے ڈیزائن بنوانا وغیرہ وغیرہ۔

اسلام میں کچھ چیزوں کی اجازت ہے اور کچھ چیزوں کی ممانعت' دین و شریعت کے پابند مسلمان مرد و عورت کو ہر کام کے کرنے سے پہلے اس کا شرعی حکم معلوم کرنا ضروری ہے۔

قرآن کریم کہتا ہے:

''فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔''

ترجمہ:''پوچھو اہل علم سے اگر تمہیں معلوم نہیں۔''

اسلام میں ہر جائز فطری خواہش کی تکمیل کی اجازت ہے اور آرائش و زیبائش انسانی فطرت میں داخل ہے اور عورتوں کے اندر اس کا جذبہ مردوں سے زیادہ ہوتا ہے' اسلام نے آرائش و زیبائش کی اجازت ضرور دی ہے لیکن اس کی حد مقرر کردی ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک عورت کو زیب و زینت کے ترک (چھوڑنے) پر نکیر فرمائی تھی اور ابوداؤد شریف کی ایک روایت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک عورت کو مہندی لگانے کی ترغیب دی تھی۔

عورتوں کو رنگین اور ریشمی کپڑے' سونے چاندی وغیرہ کے زیورات پہننے کی اجازت اسی کے پیش نظر دی گئی ہے کہ یہ ان کے حسن کو دوبالا کرتی ہیں۔ اسلام نے عورتوں کو بننے سنورنے اور آرائش و زیبائش کی اجازت اپنے شوہر کو خوش کرنے کے لئے دی ہے۔ آج کل عورتیں اسی اجازت کا غلط استعمال بلکہ ناجائز استعمال کرتی ہیں کہ بجائے شوہر کے دوسروں کے لئے بنتی سنورتی ہیں۔

شوہر کے سامنے گھر میں ایسے کپڑے اور ایسی حالت بنا کر رکھتی ہیں کہ جیسے کوئی خادمہ و نوکرانی ہے اور باہر گھومنے کے لئے جائے تو حسن کی پری ہے' حالانکہ گھر میں رانی و ملکہ کا لباس ہوتا تھا اور باہر کے درندوں اور بھیڑیوں صفت انسانوں سے بچنے کے لئے سادگی اختیار کرنا تھا' جو عورتیں اپنے شوہروں کو خوش کرنے کے لئے اچھا لباس اور آرائش و زیبائش کرتی ہیں' ان کے لئے ثواب بھی ہے اور جو عورتیں اس کے برعکس کرتی ہیں' ان کے لئے گناہ ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو گودنا گودیں یا گودوائیں اور ان پر بھی جو چہرے کے بال صاف کریں اور حسن کے لئے دانت کشادہ کرائیں اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو تبدیل کریں۔ (بخاری شریف)

ایک حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بال جوڑنے والی اور دوسرے بال لگوانے والی اور گودنے والی پر لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری شریف)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ''حسن'' اللہ تعالیٰ کی امانت اور اس کی تخلیق کا مظہر ہے' جس میں خود ساختہ تبدیلی اللہ تعالیٰ کے نظام میں دخل ہے' گویا یہ عورت مصنوعی و بناوٹی حسن کو پیدا کرکے اور بالوں اور گالوں کو اور جگہ جگہ تھوڑی تھوڑی تبدیلی کرکے اللہ تعالیٰ سے شکوہ کرنا چاہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ (نعوذ باللہ) نے ایسا بنانا تھا' ویسا بنانا تھا' آپ نے جو کمی رکھی تھی ہم اس کو صحیح کرکے پیش کررہے ہیں' آخر ان مادہ پرست عورتوں کو اور مردوں کو کس نے اختیار دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو مشورہ دے اور اس کے نظام میں دخل دے۔

قرآن کریم تو کہتا ہے:

"لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم"

ترجمہ: "ہم نے انسان کو سب سے بہترین شکل میں پیدا کیا ہے۔"

اگر انفرادیت چاہتے ہو اور ممتاز بننا چاہتے ہو تو صورت کے بجائے سیرت بنایئے' فانی جسم کے بجائے روح کا سنگھار کیجئے۔ بقول کسی شاعر کے:

"جسم تو سنور چکے روح کا سنگھار کیجئے"

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لعنت ہے اس عورت پر جو مردوں کا لباس پہنے اور لعنت ہے اس مرد پر جو عورتوں کا لباس پہنے۔" آج کل لڑکے و لڑکیاں فیشن کے نام پر ایسے لباس پہن رہے ہیں کہ ان میں فرق کرنا مشکل ہے کہ یہ لڑکا ہے یا لڑکی؟

اور افسوس اس وقت زیادہ ہوتا ہے جب کسی نمازی' حاجی' دین دار' مبلغ و عالم کے گھر سے ایسے لڑکے و لڑکیاں نکلتی ہیں' جب ان کو توجہ دلائی جائے تو وہ بہانہ بناتے ہیں کہ آج کل کے بچے و بچیاں مانتی نہیں ہیں' وہ بڑے ہوگئے اب کیا ان کو ماروں؟ آپ مخلوق کا منہ بند کر سکتے ہو اور ان کو خاموش بٹھا سکتے ہو' لیکن کیا خالق کے پاس آپ کا یہ بہانہ چل جائے گا؟ بلکہ اسلام تو یہ کہتا ہے ماں باپ اصل ذمہ دار ہیں' کپڑوں کے لئے رقم کون دیتا ہے؟ بازار جانے کی اجازت کون دیتا ہے؟ اس میں قصور ذمہ داروں کا ہے اور آخرت میں اس کی پوچھ ہوگی بلکہ یہ سنگین جرم کبھی معاف بھی نہیں ہوسکتا۔

"کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ۔" (الحدیث)

ترجمہ: "تم میں کا ہر ایک ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے ماتحت والوں کی پوچھ ہوگی۔"

آج کل گھرانوں میں چھوٹی بچیوں کے بال کاٹے جاتے ہیں (بے بی کٹ) یہ بھی اسلام میں حرام ہے' اور بچوں کو ناچنے والوں کے لباس پہنائے جاتے ہیں (غرارے وغیرہ) اور پینٹ شرٹ تک پہنائے جاتے ہیں' اور یہ بہانہ ہے کہ ابھی بچی ہے کھیلنے کے دن ہیں وغیرہ وغیرہ۔

یہ لڑکوں کی مشابہت والا لباس بھی شریعت میں حرام ہے اور اس پر آج گرفت نہیں کی گئی تو بڑے ہونے کے بعد اس عادت کو چھڑانا ایسا ہی ہے جیسا کہ بچہ کا دودھ چھڑانا اور عادت اس کی کالج وغیرہ میں خطرناک ثابت ہوسکتی ہے۔ ایک اور گناہ گھرانوں میں غیر محسوس طریقے سے فیشن کے نام پر داخل ہو رہا ہے کہ مسلم عورتیں اور لڑکیاں ناخن پالش کی عادی ہوتی جارہی ہیں۔ تمام علماء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ناخن پالش لگانے والی عورت ولڑکی کا غسل نہیں ہوتا یعنی وہ پاک نہیں ہوگی جب تک کہ ناخن پالش کو کھرچ کر نہ نکال ڈالے' کتنی عورتیں ہیں کہ ہمیشہ ناپاک زندگی گزار رہی ہیں نہ ان کا وضو ہوتا ہے اور نہ ان کا غسل اور نہ ان کی نماز' لہٰذا اس مسئلہ پر فوری توجہ دے کر ناخن پالش کی لعنت ونحوست بچنا چاہئے۔

بیوٹی پارلر میں بعض غیر شرعی اور حرام کام انجانے میں انجام دیئے جارہے ہیں' اس پر ایک سرسری نظر ڈالنا ضروری ہے۔

چہرہ کی مالش وبال کا صاف کرنا:

علامہ ابن جوزیؒ نے اپنی کتاب "احکام النساء" میں یہ لکھا ہے کہ جو عورت کسی بھی دوا اور تیل وغیرہ سے اپنے چہرے کو اس لئے ملے تاکہ رنگ صاف ہو' اس پر لعنت ہے۔

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو جلد کی مالش کرتی ہیں اور کراتی ہیں۔ (جامع صغیر)

اب غور کیجئے کہ بیوٹی پارلر میں گال' ناک' آنکھ' حلق تھوڑی اور گردن کے اوپری حصہ پر تیل یا کریم لوشن سے مالش کی جاتی ہے اور رنگ کو نکھارنے اور جلد میں چمک پیدا کرنے کی جو کوشش کی جاتی ہے' یہ عمل شرعاً درست نہیں ہے ناجائز وحرام ہے' البتہ اپنے ہاتھ سے کریم وغیرہ چہرہ پر لگانا جائز ہے لیکن مالش کرانا جائز نہیں ہے۔

چہرہ کی جلد کو درست کرنے اور جھریاں صاف کرنے کے لئے جو عمل کیا جاتا ہے' اس کو (Skin Tightening) کہا جاتا ہے' یہ عمل بھی شرعاً جائز نہیں ہے' کیونکہ یہ تغییر خلق اللہ میں داخل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کے امور کرنے اور کروانے پر لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری)

عام طور پر یہ عمل معمر (بڑے عمر) کی خواتین یا مرد عمر چھپانے کے لئے کرتے ہیں۔

چہرہ کشادہ کرنے کے لئے پیشانی کے اوپر کے بال صاف کرانا' دونوں بھنوؤں کے درمیان فصل کرانا تاکہ الگ اور اچھے نظر آئیں' اس کو انگریزی میں (Groming of Eyebrow) کہتے ہیں' یہ عمل بھی شریعت میں جائز نہیں ہے۔

ہونٹوں کی ساخت:

اگر ہونٹوں کی ساخت تبدیل کرائی جائے تو یہ عمل بھی ناجائز ہے' اکثر جراحی کے ذریعہ یا دیگر ذرائع سے اس میں حسن پیدا کرنے اور خوبصورت بنانے کی کوشش کی جاتی ہے' اس میں بھی تغیر خلق لازم آتا ہے جو ناجائز ہے' جسم کے کسی حصہ پر مصنوعی تل بنوانے میں اوزار کا استعمال جس کو آگ میں گرم کرکے داغے جانے اور کسی نوک دار چیز سے زخم بنا کر اسی پر سرمہ یا سفوف بھر کر کوئی نشان' تل بنوائی جائے تو یہ شکل بھی ناجائز ہے' کیونکہ یہ "وشم" میں داخل ہے'

جس پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔(بخاری)

مہندی جسم کے دوسرے حصوں پر لگوانا (Using Henna on Body):

ماضی میں مہندی کا استعمال عورتیں ہاتھوں اور پیروں میں کرتی تھیں' لیکن آج کل پیٹ' پیٹھ' زیر ناف اور گھٹنوں کے اوپر لگائی جاتی ہیں اور مہندی کے ڈیزائن بنا کر ان حصوں کی نمائش کی جاتی ہے۔ تقریبوں میں ایسا لباس پہنا جاتا ہے' جس میں یہ نقش ونگار کی جگہ کھلی ہوتی ہے' بیوٹی پارلر میں یہ کام اکثر مرد انجام دیتے ہیں' لیکن اگر عورتیں بھی یہ کام کریں تو ان حصوں کا عورتوں کے سامنے کھولنا اور نمائش کرنا جائز نہیں ہے' شرعاً پردہ میں رکھنے کی تاکید ہے' لہٰذا ایسی جگہوں پر مہندی لگانا درست نہیں ہے۔

بیوٹی پارلر کو ذریعہ معاش بنانا:

اسلام نے معاش (روزی' روٹی) کے مسئلہ میں بھی حرام وحلال کا نظریہ پیش کیا ہے' اس کو قرآن کریم وحدیث شریف کی روشنی میں فقہاء کرام نے مسائل کی شکل میں عطا کیا ہے۔

بعض وقت کچھ لوگ چڑ کر جھنجھلاہٹ میں کہتے ہیں کہ ہر جگہ حرام وحلال کا مسئلہ مولوی حضرات کھڑا کر دیتے ہیں' حالانکہ اسلام میں اس کی سختی نہیں ہے' ان کو سمجھنا چاہئے کہ ایمان لانے کے بعد سب سے اہم مسئلہ حرام وحلال ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں حرام سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے اور حدیث پاک میں یہاں تک آتا ہے' ایک حرام کا لقمہ چالیس سال کی عبادت ضائع کر دیتا ہے۔

بیوٹی پارلر میں جتنے امور انجام دیئے جاتے ہیں' تقریباً تمام کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے' اور جتنے کام حرام وناجائز ہو رہے ہیں اور بعض کاموں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت بھی ہے' ایسی تمام صورتوں کے پیش نظر تمام علماء کرام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ بیوٹی پارلر میں زیب وزینت کرانا شرعی حدود میں نہیں ہے' لہٰذا کسی مسلمان کے لئے بیوٹی پارلر کھولنا اور اس کو ذریعہ معاش بنانا جائز نہیں ہے' اس لئے کہ اس کے ذریعہ غلط اور ناجائز کاموں کو انجام دینے میں مدد کرنا ہوگا جو شرعاً ممنوع ہے۔

قرآن کریم اصول بتلاتا ہے:

"ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔"

ترجمہ: "اور برائی کے کاموں میں تعاون ومدد مت کرو۔"

لہٰذا قرآن کریم کی روشنی میں بھی اس سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حرام کاموں سے حرام ذریعہ معاش سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔☆☆

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے ارشاد فرمایا: "بلاشبہ قادیانی کافر ہیں' آج سے نہیں بلکہ ۱۳۰۱ھ سے کافر ہیں' جب مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ نعرہ لگایا تھا:

"منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد"

(تریاق القلوب ص:۴' خزائن ج:۱۵' ص:۱۳۴)

لیکن اگر وہ صرف "کافر" ہوتے تو دنیا میں اور بہت سے کافر ہیں' قادیانی تحریک صرف اسلام سے باغی نہیں بلکہ یہ صیہونیت اور فری میسن کی طرح ایک خفیہ سیاسی تنظیم ہے اور یہودی فوجوں میں قادیانی سپاہیوں کی شمولیت اور مغربی جرمنی میں چار ہزار قادیانیوں کی گوریلا تربیت نے اسے ایک دہشت پسند تنظیم ثابت کر دیا ہے۔" (از تحفہ قادیانیت جلد دوم)

تحفۂ ختم نبوت

"ختم نبوت تقدیر کائنات پر وہ مہر کامل ہے' جس کی پاسبانی کا فریضہ اس امت پاک کے سپرد کیا گیا ہے۔ ہم اپنے قلم سے' اپنے عمل سے' اپنے آنسوؤں سے' اپنی محبت کے چراغوں سے اس کی پاسبانی کا حق ادا کرتے ہیں' اسی فریضے کی ادائیگی سے اس دنیا کا جمال اور وقار وابستہ ہے' جسے اسلامی دنیا کہتے ہیں۔

آج جبکہ فتنوں کا دروازہ کھل چکا ہے اور بلائیں ختم نبوت کے تصور پر بھیس بدل کر حملہ آور ہو رہی ہیں' اس کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہو جانا چاہئے اور مجھے یقین ہے کہ اس سعادت کے حصول میں پاکستان صف اول میں ہوگا اور میدان حشر میں انشاء اللہ جب آقائے دوجہاںؐ یہ سوال فرمائیں گے کہ جب میری ناموس نبوت زد پر تھی تو نے کیا کردار ادا کیا تھا؟ اس وقت اہل پاکستان اپنے الفاظ کا نذرانہ بھی پیش کریں گے اور اپنے لہو کا تحفہ بھی پیش کریں گے' خدا سے دعا ہے کہ اس فہرست عاشقان میں کہیں آپ کا نام بھی درج ہو' کہیں اس عاجز کا نام بھی درج ہو' یہی وہ عظیم نعمت ہے جو جھولی پھیلا کر خدا کی بارگاہ سے طلب کی جا سکتی ہے اور بیشک وہ سمیع وبصیر ہے:

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

(عقیدۂ ختم نبوت کے تہذیبی اثرات
از چیف جسٹس میاں محبوب احمد)

مسلمان کی زندگی صبر وشکر کے درمیان ہے

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

میرے لئے یہ شرف اور عزت کی بات ہے کہ میں مسجد کے اندر آپ حضرات سے جمعہ کے اس مبارک موقع پر بات کررہا ہوں' ہم سب مسلمان ہیں اور مسلمان اس کو کہتے ہیں' جس نے اسلام کی تعلیمات کو قبول کیا ہو' اور وہ دین اسلام کو اپنا دین سمجھتا ہو' اسلام کو اسلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے نام دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"ھو سماکم المسلمین من قبل وفی ھذا۔"

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے پہلے سے۔"

اور عربی میں اسلام کے معنی دو طریقے سے ہوتے ہیں ایک تو معنی ہوتے ہیں اپنے کو حوالے کردینا' اپنے کو دوسرے کے حوالے کردینا اور اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ اپنی مرضیات کو' اپنی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے حوالہ کردینا کہ ہم زندگی اس طرح سے گزاریں گے جو اللہ کو پسند ہے' اور اس سے پرہیز کریں گے جو اللہ کو پسند نہیں ہے' چاہے ہم کو پسند ہو' اپنی پسند پر اللہ کی پسند کو ہم ترجیح دیں گے' اسلام کے معنی حوالہ کردینے کے ہیں' اس لئے دوسرے طور پر چھوڑ دینے کے معنی آتے ہیں' دوسرا مطلب یہ ہے کہ یہ سلم سے ہے "سلم" کہتے ہیں' امن کو اسی سے "سلام" کا لفظ ہے' جو عربی میں امن کے لئے استعمال ہوتا ہے اور امن اس طور پر کہ دوسرے اس کے شر سے محفوظ رہیں' اس کے شر سے اس کی چیرہ دستی سے' اس کی خودغرضی سے' اس کی نفس پرستی سے' اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ جو اپنے لئے چاہتا ہے وہ اس طرح نہ چاہے کہ اس سے دوسرے کو نقصان پہنچے۔ حدیث شریف میں ہے:

"المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔"

ترجمہ: "مسلمان وہ ہے جس سے دوسرے مسلمان اس کے ہاتھ سے اور اس کی زبان کے شر سے محفوظ رہیں۔"

کسی کو اپنی زبان سے ایذا نہ پہنچائیں اور کسی کو اپنے ہاتھ سے ایذا نہ پہنچائیں' یہ ہے مسلمان مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ کہا گیا ہے کہ اگر کسی سے کسی کو تکلیف پہنچ جائے غلط طریقے سے' ناجائز طریقے سے تو جس کو تکلیف پہنچی ہے وہ بدلہ لے سکتا ہے' لیکن اگر وہ معاف کردے تو اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جو مظلوم ہے وہ میرے نزدیک زیادہ مضبوط اور قوی ہے' اس لئے کہ مجھ پر اس کا بوجھ ہے کہ میں اس کو انصاف دلاؤں' وہ مجھ سے بڑا ہوگیا' اس لئے کہ اب مجھ پر ذمہ داری آگئی کہ میں اس کو انصاف دلاؤں اور جو ظالم ہے وہ کمتر ہے میرے نزدیک' اس لئے کہ وہ میرے اختیار میں ہے کہ میں اس کو سزا دے سکتا ہوں' اس نے ظلم کیا ہے' اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ تم زندگی اس طرح گزارو کہ دوسروں کو تم سے تکلیف نہ پہنچے بلکہ دوسروں کو تم سے راحت پہنچے' دنیا کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے جو ذخیرہ رکھا ہے وہ ہر طرح کی چیزوں کے ہیں کہ جس کو نکال کر آدمی فائدہ اٹھاتا ہے' زمین کھودتا ہے' کنواں بناتا ہے یا پائپ لگاتا ہے' پانی نکالتا ہے' سوچنے کی بات ہے کہ یہ پانی کس نے دیا؟ اللہ نے دیا' اللہ نے آسمان سے اتارا اور زمین کے اندر اس کو روک لیا' محفوظ کردیا اور زمین کے اندر اس کا حوض تیار کردیا' اب آپ سوچئے تو مٹی کے اندر سے گزرتے ہوئے یہ پانی اندر جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مٹی کو یہ حکم دے رکھا ہے' اس کی صفت بنادی ہے کہ وہ اس پانی کو صاف کردیتی ہے جو پانی گندا زمین کے اندر جاتا ہے' وہ مٹی اس کو صاف کردیتی ہے' اور نیچے جاکر وہ جمع ہوجاتا ہے' وہ صاف ستھرا پانی ہوجاتا ہے' آپ کنویں کے ذریعہ سے' آپ ہینڈ پمپ کے ذریعہ سے پانی نکالئے تو صاف ستھرا پانی نکلے گا' لیکن کتنی گندگیوں سے وہ گزرا ہے تو اللہ تعالیٰ نے مٹی میں یہ بھی صفت رکھی ہے' یہ سارے انتظامات اللہ نے کئے ہیں' اللہ نے یہ چیزیں انسانوں کے لئے مسخر کی ہیں' مسخر کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے فائدہ کے لئے رکھی ہیں حتی کہ یہ فرمایا کہ سورج اور چاند کو تمہارے لئے مسخر کیا ہے' کیا مطلب؟ سورج سے بھی تم کو بہت سے فائدے پہنچتے ہیں' جو اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھے ہیں' تمہارے لئے چاند سے

بھی تمہیں بہت سے فائدے پہنچتے ہیں' چاہے تمہیں پتا نہ چلے' لیکن وہ فائدے اللہ نے رکھے ہیں' یہ سب فائدے جو اللہ نے رکھے ہیں زمین میں تو اس کو فرمایا:

''من حرم زینة اللہ التی أخرج لعبادہ والطیبات من الرزق۔''

ترجمہ: ''کس نے حرام کیا تمہارے لئے یہ سارے فائدے' یہ ساری خوبیاں' سارے منافع جو اللہ نے زمین میں رکھے ہیں اور اچھی اچھی غذائیں۔''

کس نے منع کئے ہیں' یہ تمہارے لئے ہیں اور فرمایا یہ تمہارے لئے ہیں' اس دنیا میں بھی اور اس کو اللہ تعالیٰ بنادے آخرت میں تمہارے لئے بہتر اور کافروں کے لئے یہ صرف دنیا میں ہے' اس لئے کہ وہ آخرت کی تیاری نہیں کریں گے تو آخرت میں وہ چیزیں ان کو نہیں ملیں گی' لیکن دنیا میں اللہ تعالیٰ ان کو بھی بہت دیتا ہے جو بھی محنت کرے گا اس کو اس کا فائدہ حاصل ہوگا' کون سا فائدہ؟ جو اللہ نے رکھا ہے' اپنی طرف سے نہیں اٹھائے' یہ سب فائدے اللہ نے رکھے ہیں' یہ کارخانے جو چل رہے ہیں' یہ مصنوعات جو بن رہی ہیں' جتنی چیزیں زمین سے نکل رہی ہیں' یہ سب اتفاقی نہیں ہیں' یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ نے ان میں رکھی ہیں اور کیوں رکھی ہیں؟ زمین کو ایسا بنایا ہے' زمین کے اندر ایسے ذخائر رکھے ہیں کہ جس کی ضرورت انسان کو پڑتی ہے اور انسان کو یہ حکم دیا ہے کہ تم ان کو نکالو! اور اپنی ضرورت کے لئے ان سے فائدہ اٹھاؤ لیکن شرط یہ رکھی ہے کہ اس میں بے اعتدالی نہ ہو:

''ولا تجعل یدک مغلولة الی عنقک ولا تبسطھا کل البسط فتقعد ملوما محسورا۔'' (بنی اسرائیل)

ترجمہ: ''تم اپنے ہاتھ کو سمیٹ نہ لو کہ اپنی گردن میں باندھ لو اور کچھ خرچ نہ کرو اور کسی کو کچھ دو نہیں اور'' ولا تبسطھا کل البسط'' اور اس کو اتنا پھیلا بھی نہ دو۔''

کہ ضرورت سے زیادہ پھیل جائے کہ تم پھر سب خرچ کرکے' سب ضائع کرکے بیٹھ رہو اور پھر اعتدال کے لئے لوگ تم کو ملامت کریں' حکم ہے اعتدال کا کہ ان سب چیزوں کو تم استعمال کرو اپنی ضرورت کے لحاظ سے' لیکن اس میں بیجا کام نہ کرو کہ تم اس میں بخل کرو' اسراف سے بھی منع کیا ہے اور بخل سے بھی منع کیا ہے' اور صحیح طریقہ بیچ کا رکھا' اس کو اعتدال کہتے ہیں' بُری چیزوں سے منع کیا ہے' اچھی چیزوں سے منع نہیں کیا ہے' راحت سے منع نہیں کیا ہے' فائدہ اٹھانے سے منع نہیں کیا ہے اور لطف اٹھانے سے منع نہیں کیا ہے' لیکن اعتدال کے ساتھ لطف اٹھاؤ اور دیکھو جن چیزوں سے ہم نے منع کیا ہے ان چیزوں سے رک جاؤ' اس میں نقصان ہے تمہارے لئے' تمہیں چاہے محسوس نہ ہوتا ہو' لیکن اس میں انجام کے لحاظ سے تمہارے لئے نقصان ہے' اس لئے منع کیا ہے' یہ ساری چیزیں انسان کے لئے پیدا کی ہیں اور انسان کو استعمال کرنے کی اور فائدہ اٹھانے کی پوری اجازت دی ہے' لیکن وہ چیزیں جو انسان کے لئے مضر ہو سکتی ہیں' اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے' ان سے منع کردیا' جانور' ہم جانوروں کو استعمال کرتے ہیں' لیکن بہت سے جانور ہیں ممنوع ہیں' اس طرح بہت سے فائدے کی چیزیں ایسی ہیں ہم کو ظاہر میں وہ فائدہ معلوم ہوتا ہے' لیکن ان میں مضرت ہے' جیسے شراب ہے تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کون سی چیزیں تمہارے لئے نقصان دہ ہیں' ان سے منع کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ کیا ہے وہ سب فائدہ کے لئے کیا ہے' لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ اس کا لحاظ فرماتا ہے کہ تم جو فائدہ اٹھا رہے ہو دنیا کی نعمتوں سے تو اس بات کو سمجھو کہ یہ اللہ کی نعمت ہے' یہ اللہ نے تم کو دیا ہے' اور اس کے شکر گزار بنو' یہ نہیں کہ تم سمجھو کہ یہ سب تمہارا خود حق ہے اور سب ہم ہی نے پیدا کیا ہے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قارون کی مثال دی ہے کہ قارون کی دولت بے انتہا تھی کہ اس کو شمار نہیں کرسکتا تھا' اس کے خزانوں کی کنجیوں کو اٹھانا ایک آدمی کے بس میں نہیں تھا' اس سے بعض لوگوں نے کہا تھا کہ تم اللہ کا شکر ادا کرو' کچھ اچھے کاموں میں صرف کرو' اس نے کہا: کیوں؟ یہ سب ہماری محنت کا نتیجہ ہے' ہم نے اپنی عقل سے اپنی محنت سے حاصل کیا ہے' اس میں کسی کا کیا دخل ہے' بس اللہ تعالیٰ کو اس کا یہ جملہ ناپسند ہوگیا اور اسی طرح انسان کو جب تکلیف ہوتی ہے تو وہ اتنا بے چین نہ ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ کی شکایت کرنے لگے' بلکہ یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی' اللہ تعالیٰ نے اگر ہم کو تکلیف میں ڈالا ہے یہ اللہ کی مرضی ہے' اس میں کچھ ہمارا فائدہ ہی ہوگا جو کچھ اللہ تعالیٰ کرتا ہے وہ انسان کے فائدہ ہی کے لئے کرتا ہے تو اگر تکلیف میں اللہ تعالیٰ نے ڈالا ہے تو اس میں بھی انسان کا فائدہ ہے جو لوگ اس کی تشریح کرتے ہیں وہ اس کے فائدے بتاتے ہیں تو جو دو چیزیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے چاہتا ہے وہ صبر و شکر ہے' تکلیف ہو تو صبر کرے' صبر کا مطلب یہی ہے کہ تکلیف جب ہوگی تو برداشت کرنا ہی پڑے گا' آدمی کیا کرسکتا ہے؟ کسی کا انتقال ہوگیا تو برداشت کرنا ہی پڑے گا' زندہ تو نہیں کرسکتا ہے' کتنا روئے دھوئے' کتنا ہی ہنگامہ کرے لیکن اس کو واپس نہیں لاسکتا' اسے برداشت کرنا ہی ہے لیکن برداشت کرے تو اللہ کی رضا کے ساتھ برداشت کرے' یہ سوچتے ہوئے برداشت کرے کہ اے اللہ! تیرا حکم ہے اور تیری یہی مرضی تو ہم اس پر

راضی ہیں‘ راضی تو اس کو ہونا ہی ہے‘ بس یہ کہے اور اللہ کو سامنے رکھے‘ اللہ کے فیصلے سے اگر راضی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر بہت اچھا بدلہ دیتا ہے‘ اللہ تعالیٰ اس کو قبول کرتا ہے‘ قرآن مجید میں صاف صاف آیا ہے:

”اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو بہت اجر دیتا ہے۔“

صبر کیا ہے؟ بھائی صبر تو ہمیں کرنا ہی ہے وہ روکر صبر کریں‘ چلا کر‘ چیخ کر صبر کریں‘ گالی گلوچ کر کے صبر کریں‘ برداشت کرنا پڑے گا‘ ہم تکلیف کو اگر دور کر سکتے ہوتے تو ہم دور کر چکے ہوتے‘ تکلیف ہی نہ ہوتی ہم کو تو ایک تو صبر اور دوسرے شکر کہ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے ہم کو دیا ہے‘ یہ سب اللہ کی نعمت ہے‘ ہم کو شکر گزار ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ آپ ہی نے ہم کو یہ نعمتیں عطا فرمائی اور جو اونچ نیچ ہے‘ کوئی بہت دولت مند ہے‘ کوئی غریب ہے‘ کوئی حاکم ہے‘ کوئی محکوم ہے‘ کوئی تکلیف میں ہے‘ کوئی آرام میں ہے‘ یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کا نظام ہے‘ اللہ تعالیٰ نے یہ نظام بنایا ہے‘ اسی سے دنیا قائم ہے‘ بس دل سے اور زبان سے اس بات کو مان لینا اور تسلیم کر لینا کہ اللہ تعالیٰ کرتا ہے اور اللہ کے کرنے پر ہم راضی ہیں‘ یہی تو ایمان ہے‘ اور یہی اسلام ہے‘ اور شکر کے طریقے بھی بتا دیئے اور صبر کے طریقے بھی بتا دیئے ہم نماز پڑھتے ہی‘ ہم زکوٰۃ دیتے ہیں‘ ہم روزہ رکھتے ہیں حج کرتے ہیں‘ یہ سب کیا ہے؟ یہ شکر ہے‘ شکر کی شکلیں ہیں‘ ہم نماز اللہ کے شکر کے طور پر پڑھتے ہیں‘ اللہ! تو نے ہم کو کتنی نعمتیں عطا فرمائی ہیں‘ ہم تیرے سامنے سر جھکاتے ہیں‘ تو یہ شکر کے طریقے بتائے گئے ہیں‘ شکر اس طریقے سے بھی ہے‘ زبان سے بھی ہے‘ ہم نماز میں کچھ پڑھتے ہیں اور جو ہم کو بتایا گیا ہے‘ عبادت کے طریقے بتائے گئے ہیں‘ یہ حقیقت میں شکر کے طریقے ہیں‘ اور عجیب بات ہے اسلام میں اور دوسرے مذاہب میں‘ آپ دیکھیں گے دوسرے مذاہب میں شکر نہیں ہے‘ ان کے یہاں عبادتیں جو بھی ہیں وہ شکر کے طور پر نہیں ہیں‘ اسلام میں عبادتیں جو ہیں وہ سب شکر کے طور پر ہیں‘ مسلمان کی پوری زندگی صبر و شکر کے درمیان چلتی ہے اور ان دونوں کے نبھانے کا ہی نام اسلام ہے‘ ان دونوں کے نبھانے کا ہی نام ایمان ہے۔

کتنی سہولتیں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو عطا فرمائی ہیں اور کتنی اس کے لئے نعمتیں رکھ دی ہیں‘ ان چیزوں کو ماننا اور تسلیم کرنا یہی شکر ہے‘ اور شکر گزار بندوں کو اللہ تعالیٰ نواز دیتا ہے اپنی نعمتوں سے اور فرمایا:

”لئن شکرتم لازیدنکم“ا

ترجمہ: ”اگر تم شکر کرو گے تو اور زیادہ دیں گے۔“

تو ہمیں ان چیزوں کا خیال رکھنا چاہئے‘ اپنی زندگیوں کا جائزہ لینا چاہئے کہ جو اصول ہیں ان اصولوں سے ہم منحرف تو نہیں ہیں‘ ان اصولوں کے لحاظ سے ہماری زندگی میں کمی بیشی کیا ہے‘ اس کو ہم ٹھیک کریں‘ اگر ہم میں اسراف ہے تو اسراف کو ہم روکیں اعتدال پیدا کریں‘ پیسے کو ہم بے جا ضائع نہ کریں اور ہم بخل سے اپنے آپ کو بچائیں‘ اس طریقے سے اگر تکلیف ہوتی ہے تو اللہ کو یاد کریں اور اللہ سے راضی ہو جائیں کہ اے اللہ ہم تیری مرضی پر راضی ہیں‘ اللہ تعالیٰ اس کا بہترین صلہ عطا فرمائے گا اور اگر نعمت ہے تو ہم شکر ادا کریں‘ اپنے کو بھی فائدہ پہنچائیں اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائیں اور انسان کو انسان سمجھیں‘ انسانوں کو دشمن نہ سمجھیں اور اسی لئے دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے منع کیا گیا ہے‘ اسلام میں‘ قرآن مجید میں جگہ جگہ اس قدر تاکید آئی ہے کہ دیکھو دوسروں کو تکلیف نہ پہنچاؤ‘ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نہایت ہی عجیب و غریب تھا‘ آپؐ اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرتے تھے‘ آپؐ کا وہ واقعہ مشہور ہے‘ ایک سفر میں آپؐ تشریف لے جارہے تھے کہ صحرا سے گزرنا ہوا دوپہر کا وقت تھا‘ سب لوگ مختلف درختوں کے نیچے لیٹ گئے‘ آپؐ بھی ایک درخت کے نیچے لیٹ گئے اور آپؐ سو رہے تھے‘ اتنے میں ایک شخص نکل آیا اور تلوار اس کے ہاتھ میں تھی‘ اس نے کہا تم کو ہم سے کون بچائے گا؟ آپؐ نے کوئی غصہ نہیں کیا‘ آپؐ نے کہا: ہم کو اللہ بچائے گا‘ اس کا اتنا اثر پڑا کہ وہ مرعوب ہو گیا‘ آپؐ نے اس سے پوچھا کہ کیا تم اسلام قبول کرتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں‘ اسلام تو ہم نہیں قبول کرتے ہیں‘ باقی یہ ہے کہ ہم آپؐ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے‘ اس پر کوئی جبر اور زیادتی نہیں کی‘ اس کو مجبور بھی نہیں کیا اسلام قبول کرنے پر۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے اعمال‘ اپنی زندگیوں کا جائزہ لیتے رہیں اور دیکھیں کہ ہماری زندگیوں میں کہاں کہاں نقص ہے؟ کہاں کہاں ایسی باتیں ہیں جو اللہ کو ناراض کرنے والی ہیں‘ جو شکر کے بھی خلاف ہے‘ صبر کے بھی خلاف ہے اور ایک پرامن زندگی کے بھی خلاف ہے‘ اعتدال کی زندگی کے خلاف ہے‘ ان چیزوں کو ہم دیکھیں اور جو نقص ہم کو معلوم ہو اس نقص کو دور کرنے کی ہم کوشش کریں اور ایک بات یہ بھی سمجھنے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف کوششوں کو دیکھتا ہے‘ ہم نے اچھے کام کئے یا اپنے کو سنوارنے کی کوشش کی یا نہیں کی‘ وہ اسی پر عطا فرما دیتا ہے‘ اسی سے راضی ہو جاتا ہے‘ ہم کامیاب نہ ہو سکیں وہ الگ مسئلہ ہے‘ اگر کوشش کر رہے ہیں‘ واقعی کوشش کر رہے ہیں اپنے کو سنوارنے کی یا بنانے کی یا نیک کام کرنے کی تو اللہ تعالیٰ اسی کو قبول کر لیتا ہے‘ تو ہم اگر کوشش کریں تو بہت بڑا مقصد حل ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا راستہ کھل جائے گا۔ ☆☆............☆☆

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی

سلمان نسیم ندوی

اسلام کے خلاف بے ہودہ گوئی اور دریدہ ذہنی کوئی نئی بات نہیں، اسلام اور شارع اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں یورپ کے پادریوں اور مسیحی مناظروں نے نہیں بلکہ مورخوں اور صاحبِ علم، اہل قلم نے جو ظلم ڈھایا ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ سلمان رشدی سے تسلیمہ نسرین تک، جس نے بھی اسلام اور شارع اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر دشنام طرازی کی وہ یورپ کی آنکھوں کا تارہ سر کا تاج اور دل کا سرور بن گیا۔

گزشتہ دنوں ڈنمارک کے کثیر الاشاعت اخبار نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ہتک آمیز کارٹون شائع کیا، اس کی اشاعت پر ساری مسلم دنیا میں اضطراب و بے چینی کی ایک لہر دوڑ گئی، یہ غیور مسلمانوں کا قدرتی ردِعمل ہے اور ان کی زندگی اور جس کی علامت، قابل فخر ہے وہ دل جو ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ بے حرمتی تو کجا اس کے تصور پر تڑپ تڑپ جائے، لیکن حیرت ہے ''حقوق'' کے نام نہاد محافظ تنظیموں پر جنہوں نے اس بے حرمتی پر چپ سادھ رکھی ہے، کیا ان کو اس پر بھی غیرت نہیں آئی کہ یہ اس شخصیت کی شان میں گستاخی ہے جن کی عظمت اور ''انسانی خدمات'' کا اعتراف ان کے مورخین، محققین اور روشن خیالوں تک کو ہے؟

اس وقت شدید ضرورت اس بات کی ہے کہ اس قسم کی حرکتوں کے پس پشت کارفرما عوامل و محرکات کا جائزہ لیا جائے۔ اس وقت یورپ مسلمانوں کو مختلف محاذ پر الجھانے کی کوشش کر رہا ہے، افغانستان کے بعد عراق میں ''مشق سخن'' جاری ہے۔ ایک طرف شام کا نام لیا جا رہا ہے تو دوسری طرف ایران کے گرد گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے اور یہ سب صرف اس لئے کہ شارع اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے دم بھرنے والوں کا نام و نشان مٹ جائے، لیکن ایک طرف:

''قل هل تربصون بنا الا احدی الحسنیین۔''

ترجمہ: ''تو کہہ دے! تم کیا امید کرو گے ہمارے حق میں مگر دو خوبیوں میں سے ایک (شہادت یا فتح مندی)۔''

کی قوت و تسلی اور دوسری طرف پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق و وابستگی نے فلسطین کی گلیوں، ''فلوجہ'' کی سڑکوں اور ''ابوغریب و گوانتاناموبے'' کی جیلوں میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروؤں کو صبر و شکیبائی بہم پہنچائی اور ان ظلم و ستم کے ہرکاروں کو جب ''مشق ستم'' کی داد نہ ملی تو ''بے چارے'' اپنی بوکھلاہٹ یا ''کھسیاہٹ'' مٹانے کے لئے مسلمان قیدیوں کے سامنے، کون سے قیدی؟ وہ جو سلاخوں کے پیچھے زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے، غذا کے نام پر ''حقوق انسانی'' کے سب سے بڑے علمبردار کی دسترخوان پر متعفن، بدبودار اور سڑے گلے کھانوں کا ''حظ'' اٹھائے ہوئے، ان مجبور و بے بس قیدیوں کے سامنے ان بہادروں نے کتاب رحمت ''قرآن'' کو جلا کر اپنی بہادری کی تسکین کی، اس موقع پر چشم تصور سے اس بلی کو دیکھئے جو اپنی جھلاہٹ اور شرمندگی اتارنے کے لئے کھمبے کو نوچ جا رہی ہو۔

۱۱/ستمبر کا جو ڈرامہ کھیلا گیا، اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اس کو ایک ''ایشو'' بنا کر پیش کیا جائے، اسلام اور شارع اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا بدنام کیا جائے کہ لوگوں کے لئے اس میں کوئی کشش باقی نہ رہ جائے، سرحدوں اور زمین کی مسافتی سطح پر بظاہر ان کو جزئی کامیابی ضرور ملی، لیکن اس ڈرامہ کا ریکشن یہ ہوا کہ اسلامی تعلیمات کے مطالعہ میں دلچسپی بڑھی اور اس کا وہ نتیجہ نکلا جس کو یورپ کبھی برداشت نہیں کرسکتا تھا، یعنی مسلمانوں میں بیداری کی لہر اور غیر مسلموں میں اسلام کی قبولیت کا رجحان۔

قبولیت اسلام کے واقعات تو روزانہ اخبارات و رسائل کی زینت بنتے رہتے ہیں، بالکل تازہ رپورٹ ہے جو شاید دلچسپی سے خالی نہ ہو کہ اسرائیل میں مسلمانوں کی تعداد یہودیوں کے مقابلہ میں حیرت انگیز طور پر بڑھ رہی ہے، اندازہ لگایا جا رہا ہے کہ ۲۰۲۵ء تک اسرائیل میں مسلمانوں کی تعداد ۲۰ لاکھ تک ہو جائے گی۔ فرانس کی خفیہ ایجنسی نے حکومت کو آگاہ

کیا ہے کہ جیلوں میں اسلام پھیلنے کا ''خطرہ'' تیزی سے بڑھتا جارہا ہے اور جن کو دہشت گردی کے جرم میں گرفتار کیا گیا ہے ان کے ہاتھوں پر لوگ تیزی سے اسلام قبول کررہے ہیں' اسی طرح فلسطین میں ''حماس'' اور مصر میں ''اخون'' کی کامیابی کو اس تناظر سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔

یہ وہ صورت حال ہے جس نے اسلام اور شارع اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے للٰہی بغض رکھنے والوں کو بے چین کررکھا ہے اور وہ اوچھی حرکتوں پر اتر آئے ہیں' ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کے ذہن کو تاخر کیا جائے' ان کو اتنا ذہنی صدمہ پہنچایا جائے کہ وہ احساس کمتری کا شکار ہوجائیں' سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھوبیٹھیں' صبر' امید اور توکل کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیں' لیکن شاید یہ دریدہ دہن اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے تاریخ کے اس واقعہ سے سبق حاصل کریں کہ روس میں اسٹالین اور لینن نے پانچ نسلوں تک مسلمانوں کو قرآن سے دور رکھا تاکہ وہ دین سے بیزار ہوجائیں لیکن روس کے وہ فوجی جو تاشقند کے باشندے تھے جب کابل بھیجے گئے اور مجاہدین آزادی سے مڈبھیڑ ہوئی تو ان میں سے متعدد نوجوانوں نے قرآن پاک کے ایک نسخہ یا حمائل (پنج سورہ) کے عوض اپنے ریوالور یا بندوق غنیم فوج کے حوالہ کردی' ان میں سے بعض نے اپنے آپ کو جنگی قیدی کی حیثیت سے پیش کردیا تاکہ مسلم افغان کی قید میں رہ کر قرآن پڑھ لیں اور پھر مجبوراً ستر سال کے بعد روس کو مذہب وتہذیب پر سے پابندیاں اٹھانا پڑی' آج بھی مسلمانوں کے ذہن ودماغ کو جس قدر صدمہ پہنچانے اور بدحواس کرنے کی کوشش کی جائے گی ان کی فرزانگی اور صبر وتحمل میں انشاء اللہ اضافہ ہی ہوگا۔ ☆......☆

عظمتِ صحابہ کرامؓ

جاننا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین واجب التعظیم ہیں اور ہم کو چاہئے کہ ان سب کو عزت وعظمت کے ساتھ یاد کریں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق میں سے مجھے چنا اور پھر میرے لئے اصحاب منتخب کئے اور ان میں سے میرے رشتہ داروں اور مددگاروں کا انتخاب کیا' تو جس نے ان کے بارے میں میرے حق کی رعایت کی' اس کی اللہ تعالیٰ رعایت کرے گا اور جس نے ان کے بارے میں میرا دل دکھایا اللہ تعالیٰ اس کو ایذا پہنچائے گا۔ (حضرت مجدد الف ثانیؒ دفتر اول مکتوب نمبر ۲۵۱)

حضرت مولانا محمد الحسنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

انسان کو اللہ تعالیٰ نے کیسی عظیم اور عجیب وغریب صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں اور کیسے کیسے مقامات اور درجات اور زاد اور دسترس میں ہیں اور اگر خدا کی توفیق شامل حال ہو اور وہ ایک مرتبہ ہمت کرکے نفس کی بندش یا کشش ثقل سے آزاد ہوجائے تو کیسے کیسے عالم' کیسی کیسی لذتیں بلکہ کیسی کیسی جنتیں اس دنیا ہی میں اس کی منتظر ہیں: ''لھم البشری فی الحیاۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ۔'' (ان کے لئے دنیا میں بھی بشارت ہے اور آخرت میں بھی) اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک عارف اور حقیقت شناس نے فرمایا تھا: ''لو علم الملوک مانحن فیہ لقاتلونا بالسیوف'' (اگر بادشاہوں کو خبر لگ جائے کہ ہم لوگ کس مزے میں ہیں تو (رشک وحسد سے) تلواریں لے کر ہمارے مقابلہ پر آجائیں) اور اس میں ادنیٰ تعجب اور مبالغہ کی بات نہیں' جب صرف مادی وسائل کو ترقی دے کر آدمی ہوا میں چڑیوں کی طرح اڑسکتا ہے اور پانی میں مچھلیوں کی طرح تیر سکتا ہے اور ستاروں پر کمند ڈال سکتا ہے اور جب ایک انسان محض اپنے جسم کو ترقی دے کر مشق وریاضت بہم پہنچا کر اور خود اعتمادی اور خود شناسی کے ذریعہ جسمانی شعبہ میں حیرت انگیز کمالات دکھاسکتا ہے اور ناممکن کو ممکن بناسکتا ہے تو کیا یہ انسان اپنے دل اور روح کی صلاحیتوں اور مخفی طاقتوں کو بروئے کار لاکر ان مقامات تک نہیں پہنچ سکتا' جن کے سامنے یہ سارے دنیاوی کمالات اور مادی ترقیات وعجائبات بچوں کے کھیل یا مٹی کے گھروندوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔

تیسری قسط

محمد رسول اللہؐ کا قادیانی تصور

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

پھر براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۸۲ (خزائن ۱۰۸،۱۰۹ج۲۱) میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"انہی دنوں میں سے ایک فرقہ کی بنیاد ڈالی جاوے گی اور خدا اپنے منہ سے اس فرقہ کی حمایت کے لئے ایک قرنا بجائے گا اور اس قرنا کی آواز پر ہر ایک سعید اس فرقہ کی طرف کھنچا آئے گا، بجز ان لوگوں کے جو شقی ازلی ہیں جو دوزخ کے بھرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔"

ایسا ہی اشتہار "حسین کامی سفیر روم" میں آپ (مرزا غلام احمد قادیانی) لکھتے ہیں کہ:

"خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے الگ رہے گا وہ کاٹا جاوے گا۔"

(مجموعہ اشتہارات ص۴۱۶ ج۲ طبع لندن)

پھر ایک حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کا الہام ہے جو آپ نے اپنے اشتہار معیار الاخیار مورخہ ۲۵/مئی ۱۹۰۰ء صفحہ ۸ پر درج کیا ہے اور وہ یہ ہے:

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف ہوگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔" (تذکرہ ص۳۳۳ مجموعہ اشتہارات ص۲۷۵ ج۳)

"اختصار کے طور پر اتنے حوالے دیئے جاتے ہیں ورنہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے بیسیوں جگہ اس مضمون کو ادا کیا ہے۔" (کلمۃ الفصل ص:۱۲۸،۱۲۹)

خلاصہ یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دو بعثتوں والے عقیدہ کا ایک اہم ترین نتیجہ یہ ہے کہ تیرھویں صدی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت پر ایمان لانا، آپؐ کی شریعت کی پیروی کرنا اور آپ کی ہدایات و اشارات پر عمل کرنا موجب نجات نہیں، بلکہ یہ ساری چیزیں کالعدم، لغو اور بے کار ہیں جب تک کہ مرزا قادیانی پر ایمان نہ لایا جائے، کیونکہ تیرھویں صدی کے بعد مکی رسالت و نبوت کا دور نہیں رہا، بلکہ قادیانی رسالت و نبوت کا دور شروع ہو چکا ہے اور اس دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کرنے والوں کی بھی وہی حیثیت ہوگی جو رسالت محمدیہ کے دور میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی شریعت پر عمل کرنے والوں کی ہے۔ یعنی مرزا بشیر احمد قادیانی کے الفاظ میں:

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" (کلمۃ الفصل ص۱۱۰)

یہ تو قادیانی عقیدہ ہوا، اس کے برعکس اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ رسالت محمدیہ کا دور تیرھویں صدی تک محدود نہیں، بلکہ قیامت تک ہے، اس لئے ایمان و کفر کا معیار آج بھی وہی ہے، جو چودھویں صدی سے پہلے تھا اور یہی معیار قیامت تک قائم رہے گا۔ اب اہل عقل کو غور کرنا چاہئے کہ کیا قادیانی عقیدے کے مطابق رسالت محمدیہ (یا مرزا قادیانی کی اصطلاح میں پہلی بعثت) منسوخ اور کالعدم ہو جاتی ہے یا نہیں؟

عقیدہ ۳: جامع کمالات محمدیہ:

جب مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت کا مظہر ہونے کی بنا پر بعینہٖ "محمد رسول اللہ" بن گئے ہیں تو یہ عقیدہ بھی لازم ٹھہرا کہ وہ تمام اوصاف و کمالات جو پہلی بعثت میں حضرت محمد رسول اللہ کی ذات گرامی میں پائے جاتے تھے وہ اب بروزی رنگ میں، پورے کے پورے جناب مرزا غلام احمد قادیانی کے نام رجسٹرڈ ہو چکے ہیں، جو منصب و مقام کہ تیرھویں صدی تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھا وہ اب مرزا غلام احمد قادیانی کو تفویض کیا جا چکا ہے، اور جس مسند رسالت پر پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز تھے، اب اس پر جناب مرزا غلام احمد قادیانی رونق افروز ہیں۔ مرزا قادیانی اور ان کی جماعت اس

عقیدے کا بھی برملا اظہار کرتی ہے' ان کے بے شمار حوالوں میں سے چند حوالے درج ذیل ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

''جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی' مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔'' (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ' خزائن ص۲۱۲ ج ۱۸)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا' پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں' میرا نفس درمیان نہیں ہے' بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے' اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا' پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی' محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔'' (ایک غلطی کا ازالہ' روحانی خزائن ص۲۱۶ ج ۱۸)

مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت کا ترجمان ''الفضل'' لکھتا ہے:

''پس جب کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا وجود خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہے' یعنی خدا کے دفتر میں حضرت مسیح موعود اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپس میں کوئی دوئی اور مغایرت نہیں رکھتے' بلکہ ایک ہی شان' ایک ہی مرتبہ' ایک ہی منصب اور ایک ہی نام رکھتے ہیں' گویا لفظوں میں باوجود دو ہونے کے ایک ہی ہیں.....'' (اخبار الفضل قادیان جلد نمبر ۳ شمارہ نمبر ۳۷ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۱۵ بحوالہ قادیانی مذہب ص۲۷۴)

''گزشتہ مضمون مندرجہ الفضل مورخہ ۱۶/ ستمبر میں' میں نے محض بفضل الٰہی اس بات کو پایہ ثبوت تک پہنچایا ہے کہ حضرت مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) باعتبار نام' کام آمد' مقام' مرتبہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہیں یا یوں کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ (دنیا کے) پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے تھے' ایسا ہی اس وقت جمیع کمالات کے ساتھ مسیح موعود کی بروزی صورت میں مبعوث ہوئے ہیں۔'' (الفضل مورخہ ۲۸/ اکتوبر ۱۹۱۵ء بحوالہ قادیانی مذہب ص۲۷۷)

ان حوالوں سے قادیانی عقیدہ کا منشاء بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ ان کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کے بعینہٖ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات حاصل ہیں اور چودھویں صدی سے ''محمد رسول اللہ'' کی مسند رسالت پر مرزا غلام احمد قادیانی متمکن ہیں۔ کیا کوئی مسلمان ایک لمحہ کے لئے بھی اس عقیدہ کو تسلیم کر سکتا ہے؟

خصوصیات نبوی اور مرزا غلام احمد قادیانی:

اور یہ تو صرف اجمالی عقیدہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی عین محمد ہیں' اس لئے انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اور کام' مقام و منصب' شرف و مرتبہ اور آپ کی نبوت و کمالات نبوت سبھی کچھ حاصل ہے' جو کچھ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا اب ''بعثت ثانیہ'' کے طفیل وہ سب کچھ مرزا غلام احمد قادیانی کے پاس ہے۔ آیئے! اب یہ دیکھیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت نے بعثت ثانیہ کے پردے میں مرزا قادیانی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات و خصوصیات کس فیاضی سے عطا کئے ہیں۔

عقیدہ (۱) قرآنی عقیدہ یہ ہے کہ آیت محمد رسول اللہ والذین معہ کا مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مگر قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ یہ آیت مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کی تعریف و توصیف میں نازل ہوئی۔ (تذکرہ طبع دوم ص۹۷)

عقیدہ (۲) قرآنی عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانیت کا رسول بنا کر بھیجا ہے' مگر قادیانی عقیدہ ہے کہ چودھویں صدی سے تمام انسانیت کا رسول مرزا غلام احمد ہے۔ (تذکرہ ص۳۶۰)

مرزا بشیر احمد قادیانی ایم اے لکھتے ہیں:

''ان سب لوگوں کا (یعنی انبیاً سابقین کا) کام خصوصیات زمانی اور مکانی کی وجہ سے ایک تنگ دائرہ میں محدود تھا' لیکن مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) چونکہ تمام دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا گیا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے ہرگز نبوت کا خلعت نہیں پہنایا جب تک اس نے نبی کریم کی اتباع میں چل کر آپ کے تمام کمالات کو حاصل نہ کر لیا۔'' (کلمۃ الفصل ص۱۱۴)

خود مرزا غلام احمد قادیانی' حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنی فوقیت و برتری بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

''مجھے وہ قوتیں عنایت کی گئیں جو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں تو پھر اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں

جو مجھے دی گئیں‘ کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے‘ جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی۔‘‘ (حقیقۃ الوحی ص۱۵۳ خزائن ص۱۵۷ ج۲۲)

عقیدہ (۳) قرآنی عقیدہ یہ ہے کہ ساری دنیا کے لئے ’’بشیر ونذیر‘‘ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے لیکن قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ اب دنیا کا بشیر ونذیر مرزا غلام احمد ہے۔ (تذکرہ ص۱۵۴)

عقیدہ (۴) قرآنی عقیدہ ہے کہ رحمۃ للعالمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں‘ مگر قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ اب رحمۃ للعالمین مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ (تذکرہ ص۸۳‘ ص۲۶۹‘ ص۶۳۴‘ طبع دوم ص۸‘ ص۳۸۵ طبع سوم)

مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت کا ترجمان الفضل لکھتا ہے:

’’یہ مسلمان کیا منہ لے کر دوسرے مذاہب کے بالمقابل اپنا دین پیش کرسکتے ہیں‘ تاوقتیکہ وہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی صداقت پر ایمان نہ لائیں‘ جو فی الحقیقت وہی ختم المرسلین تھا کہ خدائی وعدہ کے مطابق دوبارہ آخرین میں مبعوث ہوا‘ وہ وہی فخر اولین وآخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا۔‘‘ (الفضل مورخہ ۲۶/ستمبر ۱۹۱۵ء بحوالہ قادیانی مذہب ص۲۶۴)

عقیدہ (۵) قرآنی عقیدہ یہ ہے کہ نجات صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ممکن ہے‘ اور قادیانی عقیدے کے مطابق اب صرف مرزا قادیانی کی تعلیم کی پیروی ہی موجب نجات ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

’’چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی‘ اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے‘ اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے‘ فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا...... اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا‘ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔‘‘ (حاشیہ اربعین نمبر۴ ص۶ خزائن ص۴۳۵ ج۱۷)

عقیدہ (۶) قرآنی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں‘ اور قادیانی عقیدے کے مطابق اب یہ منصب بروزی طور پر غلام احمد قادیانی کا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

۱:...... ’’میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وآخرین منہم لما یلحقوا بہم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ خزائن ص۲۱۲ ج۱۸)

۲:...... ’’پس چونکہ میں اس کا رسول‘ یعنی فرستادہ ہوں‘ مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے‘ بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پاکر اور اسی میں ہو کر اور اسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔‘‘ (نزول المسیح ص۲ خزائن ص۳۸۰‘ ۳۸۱ ج۱۸)

۳:...... ’’ہلاک ہوگئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول (مرزا غلام احمد قادیانی) کو قبول نہ کیا‘ مبارک ہے وہ جس نے مجھے پہچانا‘ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں‘ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے‘ کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔‘‘ (کشتی نوح ص۵۶ خزائن ص۶۱ ج۱۹)

عقیدہ (۷) قرآن کریم کے مطابق صاحب کوثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور قادیانی عقیدہ ہے کہ آیت انا اعطیناک الکوثر مرزا غلام احمد قادیانی کے حق میں ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۰۲ خزائن ص۱۰۵ ج۲۲)

عقیدہ (۸) قرآنی عقیدہ ہے کہ صاحب اسراء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں‘ مگر قادیانی عقیدہ ہے کہ صاحب اسراء بھی مرزا غلام احمد قادیانی ہیں کیونکہ آیت ’’سبحان الذی اسریٰ بعبدہ‘‘ ان پر نازل ہوئی ہے۔ (تذکرہ ص۸۱ طبع دوم طبع سوم ص۷۹‘ ص۵۷۵‘ ص۶۳۵)

عقیدہ (۹) مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج بحالت بیداری جسم اطہر کے ساتھ ہوئی تھی‘ چنانچہ خود مرزا قادیانی نے بھی اعتراف کیا ہے کہ تقریباً تمام صحابہؓ کا اس پر اجماع تھا۔ وہ لکھتا ہے:

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفع جسمی کے بارہ میں یعنی اس بارہ میں کہ وہ جسم کے سمیت شب معراج میں آسمان کی طرف اٹھائے گئے تھے تقریباً صحابہؓ کا یہی اعتقاد تھا‘ جیسا کہ مسیح کے اٹھائے جانے کی نسبت اس زمانہ کے لوگ اعتقاد رکھتے ہیں‘ یعنی جسم کے ساتھ اٹھائے جانا اور پھر جسم کے ساتھ اترنا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۲۸۹ خزائن ص۲۴۷ ج۳)

(جاری ہے)

REGD. NO. SS-160

شاندار انعامات

نقد انعامات

اسکول کے طلبہ کیلئے خوشخبری

ختم نبوت کوئز پروگرام

بروز اتوار

باہتمام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

بمقام: طیبہ اسلامی مرکز، جامع مسجد رفاہ عام سوسائٹی، ملیر ہالٹ، کراچی فون: 4587318

کوئز بک اور تفصیلات کیلئے:

داخلہ کی آخری تاریخ 30 جون 2006ء

مولانا عبدالرحمٰن: 0321-2381756، مولانا سرزیب صدیقی: 0333-3730428

شاندار انعامات

نقد انعامات

اسکول کے طلبہ کیلئے خوشخبری

ختم نبوت کوئز پروگرام

بروز اتوار

باہتمام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

بمقام: شنگریلا گارڈن، نزد بلوچ فلائی اوور

داخلہ کی آخری تاریخ 30 جون 2006ء

کوئز بک اور تفصیلات کے لئے:

محمد طاہر محسن: 0334-3105315، وسیم نواب: 0300-3716592